مجموعۂ نعت و مناقب

موجِ کرم

شمائلہ صدف

(مجموعۂ نعت ومناقب)

موجِ کرم

ملتا نہ تھا دریائے بلا میں کوئی رستہ
اِک موجِ کرم آئی بہا لے گئی مجھ کو

شمائلہ صدف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	موجِ کرم
شاعرہ	:	شمائلہ صدف
انتخاب	:	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی
سال اشاعت	:	جون 2018ء
کمپوزنگ سیٹنگ	:	اسمائل گرافکس، کانپور (یوپی) انڈیا 9455306981
سرورق	:	آصف عزیزی نوابی
صفحات	:	112
ناشر	:	دبستان نوابیہ عزیزیہ
قیمت	:	150/-
تعداد	:	500

کتاب ملنے کا پتہ:

آستانہ عالیہ نوابیہ

قاضی پور شریف ضلع فتح پور (ہسوہ) یو۔پی (انڈیا) پن کوڈ۔212653

شرفِ انتساب

مرشدی ومولائی، آل رسول، اولادِ بتول، زبدۃ الاولیاء

سید الاصفیاء، مخدوم الازکیاء، قدوۃ العارفین

سراج السالکین، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

منبع فیض نبوت وولایت

حضرت صوفی سید محمد عزیز الحسن شاہ صاحب نوابی،

لیاقتی، حسنی، عزیزی، جہانگیری، منعمی، ابوالعلائی، چشتی، قادری،

نقشبندی، سہروردی دام ظلہ العالی

صاحبِ سجادہ آستانۂ عالیہ نوابیہ قاضی پور شریف

پوسٹ منڈوہ، تحصیل کھاگا ضلع فتح پور ہسوہ یو۔پی (انڈیا) 212653

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

شمائلہ صدف عزیزی

ترتیب

حرف مسرت ______ سیّد محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی ______ ۷
عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابانیوں سے فیضیاب شاعرہ یاور وارثی عزیزی نوابی ____ ۸
موجِ کرم ______ ریاض مجید ______ ۱۶
اعتراف ______ شمائلہ صدف ______ ۲۲
ہے عالمِ ہست و بود تیرا ______ ۲۵
ذرہ ذرہ حمد تری ہی کرتا ہے ______ ۲۷
جاہِ دنیا نہ خود نمائی دے ______ ۲۹
ایمان کی مے، عشق کے گوہر مرے مولا ______ ۳۱
شاخِ نخلِ یقیں درود شریف ______ ۳۳
کب فقط دل کا آئینہ نکھرے ______ ۳۵
شاہکارِ دستِ قدرت لاجواب ______ ۳۶
سیّدِ والا! رسولِ مہرباں! ______ ۳۸
جب سے میں ان کی ثنا گر ہو گئی ______ ۴۰
سکون آور، سرور افزا ہے نام تیرا ______ ۴۲
ہے ربِ کائنات ثنا کار آپ کا ______ ۴۳
اے حریص امت مرحوم! اک چشم کرم ______ ۴۵
یا نبی جلوہ دکھا دیں دو گھڑی کے واسطے ______ ۴۷
مطلعِ صبحِ شعور آپ سے ہے ______ ۴۸
بے طلب مل گئے برگ و بارِ عطا ______ ۴۹

ہو تصور میں شہا روضہ ترا آٹھوں پہر ______ ۵۱
اے حبیبِ خدا خاتم المرسلیں ______ ۵۲
حضور آ گئے روشنی ہو گئی ______ ۵۴
جو تری چشمِ التفات میں ہے ______ ۵۶
ہر متبع کے واسطے ہے بالیقیں نجات ______ ۵۸
جتنے لفظوں کے قافلے اترے ______ ۵۹
منور ہے ترا بچپن، شباب پاک تابندہ ______ ۶۱
خاکِ پائے رسول ہو جاؤں ______ ۶۲
کر دوں میں جبیں پیش، نظر پیش، جگر پیش ______ ۶۳
ہے تبسم آپ کا سارے جہاں کی روشنی ______ ۶۴
باغِ سخن نہ ہو گا اس کا خزاں رسیدہ ______ ۶۵
خم مصطفیٰ کے حکم پہ جس کی جبیں نہیں ______ ۶۶
حب احمد سے دلوں کی کھیتیاں سر سبز ہیں ______ ۶۷
مکمل جو کرے ایمان کتنی کیف آور ہے ______ ۶۸
ہوئی یکلخت طوفانوں کے دھاروں سے بچت میری ______ ۶۹
شاہِ کونین کی ثنا کیجے ______ ۷۰
جس وقت کہ آ جائے مری جان لبوں پر ______ ۷۲
ہے راحتِ جاں فرحِ جگر گنبدِ خضریٰ ______ ۷۳
نوازشاتِ شہہ انبیاء کے طالب ہیں ______ ۷۵
شاہ کونین سے محبت ہے ______ ۷۶
اے امینِ لطفِ رحماں الصلوٰۃ والسلام ______ ۷۸

حصہ مناقب

ندیمِ مصطفیٰ صدیقِ اکبر ________ ۸۰
یقیناً ہیں شہکار فاروق اعظم ________ ۸۲
دین کی شان ہیں عثمان غنی ________ ۸۴
خاک ہم ہیں، کوہِ فاراں ہیں علیِ مرتضیٰ ________ ۸۶
یہ رتبہ علی کا یہ شوکت علی کی ________ ۸۸
ترا لطف تیری عطا فاطمہ ________ ۹۰
کوئی پا نہیں سکتا پایانِ زہرا ________ ۹۲
قبا گلوں کی ہے پہنے ترا خیال حسین ________ ۹۴
وراءِ گماں سے ہے عظمت حسینِ اعظم کی ________ ۹۶
تھام کر صبر کی مہار حسین ________ ۹۸
ہے تری رہ گزر شہ نواب ________ ۱۰۰
جن کے صدقے قلب و جاں شاداب ہیں ________ ۱۰۲
اے گل باغ شاہ دیں نواب ________ ۱۰۴
شاہِ نواب کا گدا ہونا ________ ۱۰۶
نورِ چشمِ نبی عزیزِ حسن! ________ ۱۰۸
قطعات و متفرقات ________ ۱۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف مسرت

شمائلہ صدف میری قابل فخر اور لائق و فائق شاگردہ ہے۔اس نے شاعری کو فیشن کے طور پر نہ اپنا کر عبادت کے طور پر اپنایا ہے۔اسی لیے وہ اپنا زیادہ وقت نعت گوئی میں صرف کرتی ہے۔ وہ ایک پر گو شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال و باعمل عالمہ بھی ہے۔اس کا کلام علمی وجاہت، شعری نفاست اور زبان و بیان کی لطافت کا عکاس ہوتا ہے۔اس کی فکری جہات خاصی وسیع ہیں۔ جدید اصطلاحات وتر کیبات کا برمحل استعمال اُسے اوروں سے ممیز وممتاز کرتا ہے۔ سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ اس کا ایک ایک شعر عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور محبت اسلاف کا روشن منارہ ہے۔

الحمد للہ ان دنوں اس کے اندازِ شعر گوئی میں خوش گوار اور خوش آئند تبدیلی آئی ہے۔ سلاست اور پر گوئی اس کی شناخت بن کر اس کی فکر کا ساتھ نبھا رہے ہیں۔ یقیناً یہ فیضان بارگاہ نوّابی ہے۔ بارگاہ نوّابی سے اسے وافر مقدار میں حصہ عطا ہوا ہے جس کا اعتراف و اعلان اس نے خود جا بجا کیا ہے

"دوری میں بھی حاصل ہے حضوری اس کو"

مجھے امید ہے ان شاء اللہ وہ پاکستان میں اپنے بزرگوں کا نام روشن کرنے کے ساتھ ساتھ نعت نگاروں کو ایک نئے لہجے سے روشناس کرائے گی۔ میں نے اس کے کلام کا کوئی انتقادی جائزہ نہیں پیش کیا کہ یہ میرا منصب نہیں۔ مجھے تو شمائلہ کو دعاؤں کے تحفے پیش کرنے ہیں کیونکہ ابھی اسے بہت سی منزلیں سر کرنی ہیں اور دنیائے ادب میں ایک منفرد شاعرہ کی حیثیت سے خود کو متعارف کرانا ہے۔ مجھے اس خبر سے دلی مسرتوں کا احساس ہو رہا ہے کہ شمائلہ صدف کا مجموعۂ نعت ومناقب زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منظر عام پر آنے والا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم ورحیم ہر روز اس پر جہان معانی کے نئے نئے دروازے کھولے اور اسے قدم قدم پر کامیابی و کامرانی نصیب فرمائے نیز اس کے کلام کو قبولیت دوام کی سند عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

دعا گو۔ **سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی**

آستانہ عالیہ نوابیہ قاضی پور شریف، فتح پور (انڈیا)

عشق رسول کی تابانیوں سے فیضیاب شاعرہ

صدف نعت میں اگر عشق رسول کا گوہر بھی جلوہ بار ہو تو نعت کے حسن میں ہزار ہا گنا اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ عشق رسول نعت کی جان بھی ہے اور روح بھی۔ اس کے بغیر بات بنتی نظر نہیں آتی۔ عشق رسول نے عربی کو حسان بن ثابت کے علاوہ بھی کئی قابل قدر شاعروں سے نوازا۔ فارسی کو جامی و حافظ جیسے شعرائے نعت دیئے تو اردو کے خزانے کو بھی بیش بہا موتیوں سے بھر دیا۔

ہم بڑے فخر سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان کے خزانے میں نعت کے وہ وہ جواہر پارے ہیں جو کسی بھی زبان کی مقتدر شاعری کے مقابلے میں رکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں سرحدوں کی تخصیص نہیں نہ زمانوں کا اعتبار ہے۔

گوجرنوالہ پاکستان میں پہلی سانس لینے والی شاعرہ شمائلہ صدف کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ وہ صرف نعت کہتی ہیں۔ کنج نعت میں ان کی شام ہوتی ہے دہلیز نعت پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ ان کی ہر سانس پر نعت رسول کی خوشبوئیں مہربان ہیں۔ ان کا ہر نفس مدح شہنشاہ کونین کے لئے وقف ہے۔ نعت نگاری ان کا اثاثہ حیات ہے۔ وہ چاہتیں تو غزل گوئی بھی کوئی شجر ممنوعہ نہیں تھا کہ قریب نہ جاتیں لیکن ان کی محبت رسول نے گوارا نہ کیا کہ وہ حقیقت سے مجاز کی طرف بھی گھوم کر دیکھیں۔ رسول اکرم کے چاہنے والوں اور اللہ کے ولیوں کا ذکر خیر بھی نعت کا ہی حصہ ہے اس لئے شمائلہ صاحبہ منقبت نگاری بھی کرتی ہیں۔ انہوں نے گوشہ چشم کو ایک طرف مرکوز کر دیا ہے جدھر صرف اور صرف نعت نظر آتی ہے۔ حالت یہ ہے کہ وہ اپنی قوت دید سے سوال کرتی ہیں کہ تجھے کچھ اور بھی دکھائی دیتا ہے تو نگاہ عشق مچل کر جواب دیتی ہے:

اور کچھ سوجھتا نہیں مجھ کو
نعت ہی نعت کائنات میں ہے

کبھی اپنے سخن سے یوں ہم کلام ہوتی ہیں:

جبین سخن ! خوش مقدر ہے تو
ترا تاج نعت نبی ہوگئی

پھر وہ آقائے کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کے حوالے سے اپنی دلی کیفیت پر ناز کرتے ہوئے یوں گویا ہوتی ہیں:

نام ان کا ہے ساز دل پہ رواں
ذکر ان کا ہی بات بات میں ہے

حاصل یہ کہ ان کے یہاں عشق رسول کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں اور پھر جسے یہ حاصل ہوجائے اسے کسی دوسری چیز کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہی تو حاصل کائنات ہے۔ یہیں تو وجہ تخلیق کل ہے۔ اسی کی روشنی چاند ستاروں کو روشن کئے ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس نے آفتاب عالم تاب کو قوت نمو سے نواز دیا اور ایسی روشنی عطا کی جس نے اسے کائنات کو روشنی عطا کرنے کا مرکز بنا دیا۔ یہی عشق ہے جس نے کلیوں کو مسکرانا اور پھولوں کو کِھلنا سکھایا۔ دریاؤں میں روانی اسی کے فیض سے ہے۔ بلند وبالا کوہسار اسی کے اشارۂ ابرو کی وجہ سے ساکت وجامد ہیں۔ رات اسی کے صدقے ہمیں آرام کے لمحے عطا کرتی ہے دن اسی کے لئے آتا ہے اور نیم مردہ جسموں میں روح پھونکتا ہے، اسی کے صدقہ دنیا کا کاروبار چلتا ہے۔ عشق رسول نے دلوں کو دھڑکن سے تو آنکھوں کو بینائی سے نوازا ہے۔ یہی عشق شمائلہ صدف صاحبہ کی فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ان سے نعت کہلواتا ہے۔

شمائلہ فاطمہ تخلص صدف نے ۴ جون ۱۹۸۳ کو پہلی بار دنیائے رنگ وبو میں آنکھ کھولی۔ گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ جب اسکول جانے کے لائق ہوئیں ان کے والد محترم نے شمائلہ فاطمہ کا داخلہ گوجرنوالہ کے ایک اسکول میں کروادیا جہاں شمائلہ نے چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر خاندان فیصل آباد شفٹ ہوگیا۔ فیصل آباد آنے کے بعد تعلیمی سلسلہ پھر جاری ہوا۔ علم کی تشنگی نے شمائلہ صاحبہ کو چین نہ لینے دیا۔ میٹرک، ایف۔اے، الشہادۃ العالمیہ، بی۔اے، ایم۔اے کے بعد بھی حصول علم کا سفر رکا نہیں۔ اب وہ ''سیرۃ سید المرسلین فی شعر الصحابہ والتابعین'' کے عنوان کے تحت ایم۔فل ریسرچ میں مشغول ہیں۔

حصول تعلیم کے علاوہ معلمی کے پیشے سے بھی وابستہ ہیں۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ایوب ریسرچ فیصل آباد میں بطور لیکچرار بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ الشہادۃ العالمیہ (عالمہ کا کورس) کرنے کے بعد دارالعلوم انوار مدینہ کی بنیاد رکھی جسے قلت وسائل کے باوجود بحسن وخوبی چلا رہی ہیں۔ یہ ادارہ طالبات علم کی دینی و اخلاقی تربیت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

اس طرح موصوفہ کا اوڑھنا بچھونا کتابیں ہیں۔ حصول علم اور علم کی اشاعت ان کا نصب العین بن چکا ہے۔ یہ علم ان کی شاعری میں قدم قدم پر اپنی تابانیاں بکھیر رہا ہے جسے آنے والے صفحات میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں گے۔ اگر ان کا علم ان کی شاعری میں نہ جھلکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شاعری میں اصلیت کا رنگ نمایاں نہ ہوتا۔ انہوں نے زبان و بیان پر بطور خاص دسترس حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں بہاؤ کی وہ صورت ہے جو کسی دریا کی روانی کا منظر پیش کرتی ہے۔

جہاں تک نعت گوئی کا تعلق ہے وہ میٹرک کے بعد ہی شروع ہو چکی تھی۔ محترمہ نے جب ہوش سنبھالا اور نعت نگاری کی دنیا میں قدم رکھا تو پاکستان کے طول وعرض میں کئی اہم آوازوں کی گونج سنائی دے رہی تھی جن میں سب سے واضح آواز حسان العصر مظفر وارثی کی تھی۔ مظفر وارثی نے نعت نگاری کو ایک نئے آہنگ سے روشناس کرایا۔ نعت کے پیرہن کو نئے الفاظ تراکیب کے خوبصورت پھولوں سے سجایا سنوارا۔ یہاں تک کہ نعتیہ ادب کی دنیا میں مظفر وارثی کا نام سکہ رائج الوقت کی حیثیت سے جانا جانے لگا۔ اس آواز سے محترمہ شائلہ صدف صاحبہ کا متاثر ہونا ناگزیر تھا۔

قسمت سے انہیں سلسلہ عالیہ نوابیہ ابوالعلائیہ کے روح رواں اور صاحب سجادہ محترم و معظم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صوفی سید محمد عزیز الحسن میاں شاہ صاحب نوابی لیاقتی ابوالعلائی کا دست حق پرست حاصل ہوا اور پھر نعت گوئی کا شوق زندگی کا مقصد بن گیا۔

خانقاہ عالیہ نوابیہ ابوالعلائیہ قاضی پور شریف ضلع فتح پور اتر پردیش انڈیا میں نعت کے جام بھر بھر کر پلائے جاتے ہیں۔ وہاں نعت نگاروں اور نعت خوانوں کی جیسی پذیرائی ہوتی ہے کہیں

دیکھی نہ گئی۔ نعت خوانی پروالہانہ داددی جاتی ہے اور نوازنے کا تووہ انداز ہے کہ بایدوشاید۔خانقاہ عالیہ نوابیہ کی روحانیت نے نعت نگارشائلہ صدف کے اس ہنرکووہ جلابخشی کہ اہل فن نے حیرت سے دانتوں تلے انگلی دبالی۔وہ جذبہ ارزاں کیاجس کی مثال کم کم ہی ملتی ہے۔

خانقاہ عالیہ نوابیہ میں دوچراغ اور روشن ہیں یعنی صاحب سجادہ کے دو سگے چھوٹے بھائی محترم سیدمحمدنورالحسن نورنوابی عزیزی قبلہ اورمحترم سیدمحمدمجیب الحسن نوابی عزیزی قبلہ۔ یہ دونوں حضرات نعت نگاری اورنعت نگاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی ذات کو وقف کئے ہوئے ہیں۔خصوصی طور پرمحترم المقام سیدمحمدنورالحسن نورنوابی عزیزی قبلہ خود بہت اچھے شاعرہیں۔ان کی نعت گوئی کوجدیدرنگ وآہنگ نے جہاں آسمانی بلندیوں سے روشناس کرایاہے وہیں ان کی بلندیِ فکرونظرنے ان کی شاعری کے تاروپودکو بہت مضبوط کیاہے۔جب حضورسیدمحمدنورالحسن نور نوابی عزیزی سے شائلہ صاحبہ روشناس ہوئیں تو پھروہی ہواجوہوناچاہئے تھایعنی انہوں نے نور میاں قبلہ کودل وجان سے اپنااستاذمان لیااورقدم قدم پرحضرت نورسے روشنیوں کے تحفے قبول کرنے لگیں۔نتیجتاً بہت جلدمحترمہ کی نعت نگاری میں نمایاں تبدیلی نظرآنے لگی۔محترمہ کی موجودہ شاعری کسی نوآموزکی شاعری نہیں پختہ گوکی شاعری بن کردادوصول کررہی ہے اور یہ سب فیض ہے محترم المقام حضرت سیدمحمدنورالحسن نورنوابی عزیزی کے قدموں میں بیٹھ جانے کا۔اتفاق سے محترم نورالحسن نورنوابی عزیزی کی شاگردی میں آنے سے پہلے کامحترمہ کا کلام بھی میری نظرسے گزراہےاورحضرت نورکے دربارمیں زانوئے تلمذتہہ کرنے کے بعدکا کلام بھی نظرنوازہواہے۔ اتنی جلدی زبان وبیان اورفکرکااتناعروج کم ہی دیکھاگیاہے۔وہ توکہئے کہ محترمہ اتنی علمی بلندیوں پرفائزہیں اورحصول علم کی ایسی پیاس ہے کہ ہرلمحہ کسب فیض کرتے رہناان کی عادت بن چکی ہے۔ذہن ہرنئی بات قبول کرنے کے لئے ہمہ دم تیاررہتاہے۔لہٰذابہت کم وقت میں ان کی فکری صلاحیتیں آسمان چہارم چھونے کے لئے بیتاب نظرآنےلگیں۔ مجھےاب وہ وقت دورنہیں لگتاجب پاکستان کےادبی حلقوں میں ان کانام بڑےادب واحترام سےلیاجائےگا۔

اب آیئےمحترمہ کی حمدیہ، مناجات اورنعتیہ شاعری سےروبروہوتےہیں۔

حمد: حمد کےاشعارکہناشاعرکیلئےبہت مشکل کام نہیں کہ یہاں مبالغہ آرائی یاحدسےگزر

جانے کا تصور ہی نہیں۔جتنی جو کچھ بھی خدا کی حمد بیان کریں کم ہے لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ شاعر کا انداز شعر گوئی کیا ہے۔ کن حروف و لفظ کا شاعر نے حمد کہنے میں سہارا لیا ہے۔اس سے شاعر کی صلاحیتوں پر روشنی پڑتی ہے اور ذات رب العباد سے بندے کا لگاؤ کس درجے کا ہے پتہ چلتا ہے۔ میرے سامنے جو حمد ہے اس میں بہت مشکل قافیوں کو اپنایا گیا ہے جنہیں نبھانا یقینا نو آموز شعرا کیلئے بہت مشکل امر ہے لیکن دیکھئے ابھی شاعری کی عمر بہت کم ہوتے ہوئے بھی شمائلہ صاحبہ کس طرح ردیف اور قافیہ پر قابو پاتی ہیں اور اپنے مالک داتا و مولا کی بارگاہ میں کیسا خراج محبت پیش کرتی ہیں۔سب سے پہلے مطلع سماعت فرمائیں:

ہے عالم ہست و بود تیرا
سدا سے مولا وجود تیرا

بود اور وجود کے قافیوں سے مطلع بنایا ہے اور کس خوبی سے دونوں قافیوں کو نبھایا کہ داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ساتھ ہی ساتھ خدا کی کبریا کا اعتراف بڑے مدلل اور خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے۔اب اسی حمد کے کچھ اور اشعار پیش خدمت ہیں۔ دیکھئے اور شاعرہ کی فکری صلاحیتوں کی داد دیجئے نیز حرف و لفظ سے کھیلنے کے ہنر پر عش عش کیجئے۔

فنا ہے تقدیر خلقت کل — رہے گا نام و نمود تیرا
لویں ترے نام سے ہیں روشن — چراغ تیرے ہیں دود تیرا
پہنچ رہے ہیں نبی کو پیہم — سلام تیرے درود تیرا
صدفؔ کو توفیق حمد بخشی — یہ لطف تیرا یہ جود تیرا

مناجات: جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کے ساتھ پیش ہوتا ہے اور کچھ عرض و معروض کرتا ہے تو عام طور سے دین و دنیا کی دولتوں کا سوال کرتا ہے۔عیش و آرام دنیوی و اخروی کی تمنا کرتا ہے لیکن میری ممدوحہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہیں تو وہ نہ دنیا طلب کرتی ہیں نہ عقبیٰ۔انہیں تو بس ایک ہی طلب ہے عشق رسول کے فزوں تر ہونے کی ،اس کے علاوہ وہ کچھ سوچتیں ہی نہیں۔ان کا تو یہی ایمان ہے آقا کا عشق میسر آجائے یہی حاصل کائنات ہے جب یہ موجود ہے تو اور کچھ کیوں مانگا جائے ،شہر محبوب رب حاصل ہے تو اور کسی شہر میں قدم رکھنے کی تمنا

کیوں زبان پر لائی جائے۔انہوں نے اور کچھ بھی مانگنے پر جیسے اپنے اوپر پابندی عائد کرلی ہے۔دیکھئے محترمہ مناجات کس طرح کرتی ہیں اور خدا سے کیا کیا سوال کرتی ہیں:

جاہ دنیا نہ خود نمائی دے — زیور عشق مصطفائی دے
شہر محبوب میں اڑان بھرے — فکر کو شہپر رسائی دے
ہو صدفؔ کا شعار مدح رسول — شوق دے اور انتہائی دے

محترمہ حاضریِ دررسول کا گہر نایاب حاصل کرچکی ہیں۔یہ کرم خاص ان پر ہو چکا ہے لیکن اس کرم کے ہونے کے بعد بے چینی اور بڑھ گئی ہے۔اب سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت بس یہی لَو لگی رہتی ہے کوئی راستہ نکلے کوئی سبیل بنے کہ پھر اور پھر دربار رسول میں حاضری ہو۔اس تمنا کے اظہار میں وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔آپ کو اس دیوان میں شروع سے آخر تک اس مضمون کے اشعار مل جائیں گے۔جب آپ مجموعہ کا مطالعہ کریں تو دیکھیں کس کس طرح میری ممدوحہ نے اپنی اس تمنا کا اظہار کیا ہے۔فی الحال مناجات کا ہی ایک شعر پیش ہے:

پھر عطا کر تجلیات حرم
پھر مدینہ مجھے دکھائی دے

نعت نگاری: محترمہ نے اور شاعران نعت کی طرح خود بھی نعت کے مروجہ مضامین اکثر وبیشتر نظم کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو اہمیت دی جائے۔مروجہ مضامین سے کوئی شاعر پہلو تہی نہیں کرسکتا۔موصوفہ کا اختصاص یہ ہے کہ انہوں نے طرز اظہار اور اسلوب میں جدت پیدا کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ عشق رسول کی ایک لہر جو ہر شعر میں نظر آ رہی ہے اور جس نے محترمہ کی نعت نگاری کو تاج افتخار عطا کیا ہے وہ کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے مگر جب رحمۃ للعالمین کی رحمۃ للعالمینی کرم کرتی ہے تو نعت کہنا آسان ہوجاتا ہے۔احتیاط خود بخود شاعر کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ادب واحترام رہنمائی کرنے لگتے ہیں۔محترمہ شمائلہ نے نعت کے جو بھی اشعار کہے ہیں ان میں متذکرہ بالا باتیں موجود ہیں۔محترمہ کے یہاں محاوراتی زبان کا لطف بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔تلمیح کی چاشنی بھی نظر آتی ہے۔سرکار ابد قرار کے معجزات کا بھی خوبصورت بیان نظر

آتا ہے۔یہ شعر دیکھئے:

کس کا لمس روح پرور مل گیا
سنگریزو ! مل گئی کیسے زباں

زبان و بیان کی چاشنی اس شعر میں ملاحظہ فرمایئے اور محترمہ کو سلاست بیان پر داد دیجئے:

سرور عالم کے آگے ہر عروج
سرنگوں ، لاچار ، عاجز ، ناتواں

تلمیح کے حوالے سے یہ شعر دیکھیں:

یوسف کونین ! اک شیریں جھلک
ہجر میں اب آنکھ پتھر ہوگئی

ملی انبیاء کی امامت تجھے
مسلم تری برتری ہوگئی

محترمہ جب آقا کے حسن و جمال اور اس کے منسلکات کو شعر کا موضوع بناتی ہیں تو دیکھئے کس طرح ردیف قافیہ کی تلاش کر کے اپنے خیالات کو اس میں پروتی ہیں اور بارگاہ رحمتہ للعالمینی سے داد پاتی ہیں:

شاہکار دست قدرت لاجواب
شکل ہے بے مثل سیرت لاجواب
سرور عالم کی باتیں بے مثال
سرور عالم کی مدحت لاجواب

حضور کے سراپا کا حسن و جمال اس شعر میں ملاحظہ فرمایئے:

یہ لوح باد صبا پہ گل نے رقم کیا ہے
بنا ہے خوشبو سے جسم خیرالانام تیرا

آقائے کائنات کے کردار حسیں کی یہ نکہت بیزیاں دیکھئے:

خوشبو کو چاندنی کو نزاکت کو صبح کو
سکھلائے نرمیاں گل کردار آپ کا

مجموعہ پلٹتے جایئے اور ایک سے ایک خوبصورت اور جاذب نظر اشعار ملاحظہ فرماتے جایئے۔ایسے اشعار جن میں فکر کا دریا موجیں مارتا ہے محترمہ کی شاعری میں کم نہیں ہیں۔سرورِ کون ومکاں کے حضور استغاثہ کے جو اشعار محترمہ نے پیش کئے ہیں ان میں فکر کی جولانی بھی نظر آئے گی،کرب کی شدت بھی اور تاریخ کے جلوے بھی نظر آئیں گے:

باد صرصر وہ چلی عصیاں شعاری کی حضور　　ہوگیا ماحول سب مسموم ، اک چشم کرم
کانپتے تھے قیصر و کسریٰ ہمارے نام سے　　ہوگیا سب دبدبہ معدوم ، اک چشم کرم
چھوڑ کر درآپ کا بے قدر و قیمت یوں ہوئے　　جیسے کوئی لفظ بے مفہوم ، اک چشم کرم
سرورا! گم ہو کے ہم لہو و لعب کے دشت میں　　سوز دل سے ہوگئے محروم ، اک چشم کرم
نوچی جاتی ہیں کہیں حوا کے سر سے چادریں　　ابن آدم ہے کہیں مظلوم ، اک چشم کرم

جب خود اپنی خامیوں پر نظر پڑتی ہے تو شمائلہ صدف تڑپ جاتی ہیں،رو دیتی ہیں اور رو رو کر آقا سے یوں ہم کلام ہوتی ہیں۔

زباں پر عشق کا دعویٰ ، اطاعت سے ہیں روگرداں
سن اے غمخوار امت ہم بہت ہیں تجھ سے شرمندہ

موصوفہ کی نعت نگاری پر بات یہیں ختم کرتے ہوئے اتنا اضافہ اور کرنا چاہتا ہوں کہ ''موجِ کرم'' موصوفہ کی پہلی پیشکش ہے۔جب پہلی منزل اتنی روشن وتابناک ہے تو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔یقیناً مستقبل بہت تابناک ہے اور میرا یہ دعویٰ سچ ہوتا نظر آتا ہے کہ بہت جلد محترمہ نعتیہ ادب کی دنیا میں صف اول میں نظر آئیں گی۔عشق رسول کسی کا احسان اپنے سر پر نہیں رکھتا وہ بہت جلد اُن کو اُن کے جذبے کے انعام و اکرام سے نوازے گا ان شاء اللہ العزیز۔

یاور وارثی عزیزی نوابی

موجِ کرم: شائلہ صدف عزیزی

ریاض مجید

موجِ کرم شائلہ صدف عزیزی کا پہلا مجموعہ نعت ہے گزشتہ تین چار عشروں میں نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق اور فروغ و اشاعت میں نعت نگار حضرات کے ساتھ نعت نگار شاعرات نے بھی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے خوشی اس بات کی ہے کہ یہ کارکردگی سرسری اور رسمی نہیں شعری اور تخلیقی نوعیت کی ہے اُردو ادب کے معاصر نعتیہ منظر نامے میں جن خواتین نے جذبِ وانہماک کے ساتھ نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا ہے اس میں شائلہ نسبتاً نو وارد ہیں مگر 'موجِ کرم' کا مجموعہ ان کے روشن امکان کا مظہر ہے۔

ہر صنفِ سخن کے لوازمات میں فکر اور فن کو اہمیت حاصل ہے یعنی کہنے کو بہت کچھ ہو، مضامین وموضوعات میں نادرہ کاری ہو نیز کہنے کے انداز میں مہارت اور پختگی ہو۔ ہماری ساری شاعری کا سفر اور شاعری کی پرواز کا دارمدار انہی بال و پر سے ہوتا ہے۔ مگر نعت کی صنف کے لئے ایک تیسرا لازمہ بھی ہے اور وہ ہے اس صنف سے دلی وابستگی کا بخشا ہوا انہماک، توجہ، اخلاص، وابستگی، لگن، محویت جسے آپ Dedication کہہ سکتے ہیں یہ صنف اوپری اور سرسری لب ولہجہ، اور ظاہری دکھاوے کی وابستگی کو قبول ہی نہیں کرتی یہ لازمہ رسالت مآب کی ذات ِ والا تبار سے گہری وابستگی اور سچّے جذباتی تعلق اور اطاعت نژاد حُب سے پیدا ہوتا ہے خالی فکر کی نادرہ کاری اور فن کی مہارت نعت میں وہ تاثیر پیدا نہیں کرتی جو آپؐ کی حب عطا کرتی ہے اس کی وجہ وہ ادب و احترام ہے جو اس صنف کے راہروں کو حب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بخشتی ہے۔

مقام اطمینان ہے کہ شائلہ کی نعت نگاری کی اساس میں یہ تینوں لازمے جاگزیں ہیں اس کی نعت جن بنیادوں پر استوار ہے اس میں نادرہ کاری کی کوشش، فنی مہارت کی طرف پیش

قدمی کے ساتھ نعت کی صنف اور سرکار والا تبارؐ سے محبت کے سچّے جذبے کی لوَیں روشن ہیں. میں نے 'کوشش' اور 'پیش قدمی' کے لفظ رواروی میں نہیں سوچ سمجھ کے استعمال کئے ہیں اردو نعت کے سفر پر میری طالب علمانہ نظر ہے اس میں نسائی آوازوں اور خواتین کی نعت گوئی پر غوث میاں کی معروف کتاب 'خواتین کی نعتیہ شاعری' (مطبوعہ 2002ء کراچی) کے مطالعے کے علاوہ مجھے بہت سی شاعرات کے مجموعوں (مثلاً زبیدہ حیٰ، فوزیہ انجم، فوزیہ سحر ملک، طلعت عروبہ، بشریٰ فرخ اور شاہدہ لطیف) پر دیباچہ لکھنے کا بھی موقع ملا۔ سب نے اپنے اپنے طور پر اپنی نعتوں میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اپنی سعیٔ جمیلہ سے خواتین کی نعت نگاری کی روائت کو آگے بڑھایا ہے شمائلہ کا مجموعہ اس فرخندہ بخت شاعرات کی صفّ میں ایک اور منفرد شاعرہ کا اضافہ ہے۔

شمائلہ کی انفرادیت کا ذکر ہم ان کی نعتیہ زمینوں سے کرتے ہیں کسی شاعری کی صلاحیتوں اور اُس کی جدّت فکر کا اندازہ اس کی شعری زمینوں سے ہوتا ہے جیسا کہ اہلِ نظر جانتے ہیں نئی زمینیں اپنے ساتھ تازہ افکار و خیالات لے کر آتی ہیں پرانی زمینیں جتنی جدید بھی ہوں کثرت استعمال سے اپنے قوافی کے امکانات کو محدود کرتی چلی جاتی ہیں بعض زمینیں جو سینکڑوں سالوں سے بیسووَں شاعروں نے استعمال کی ہوں ان میں نئے نئے مضامین کے پیدا ہونے کی گنجائش کم سے کم ہوتی جاتی ہے بلکہ اکثر نئے شاعروں کے لئے بالکل معدوم ہو جاتی ہے اور وہ پرانے خیالات کی تکرار کرتے چلے جاتے ہیں الا ماشاءاللہ کوئی بڑا مخترع نعت نگار شاعران مستعمل زمینوں میں سے ایک دو شعر ایسے نکال لے جو تازہ کاری کے حامل ہوں بقول علامہ اقبال

جس روز دل کی رمز مغّنی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے

شاعر اگر اس امر سے واقف ہو جائے کہ اسے نئی زمینیں تخلیق کر کے تازہ اسلوب میں شاعری کرنی چاہیئے تو از خود اس کے فکر و فن کا رخ جدت اور نادر کاری کی طرف ہو جاتا ہے۔

شمائلہ نے موجِ کرم' میں کثرت سے نئی شعری زمینیں پیدا کی ہیں اس کی زیر نظر مطلعوں کی حامل حمد اد یہ نعتیں دیکھیئے۔

ثنا ہے آبِ رواں کے لب پر ہے پتہ پتہ حمود تیرا
ہے محوِ تقدیس ہر تنفس دل و نظر میں ورود تیرا

کب فقط دل کا آئینہ نکھرے — نعت سے عالم وفا نکھرے

شاہکارِ دستِ قدرت لاجواب — شکل ہے بے مثل سیرت لاجواب

جب سے میں ان کی ثناگر ہو گئی — وادیٔ جاں نور پیکر ہو گئی

وہ چند ہو گئی ہے مری وسعتِ نظر — دیکھا ہے جب سے کوئے ضیا بار آپؐ کا

بے طلب مل گئے برگ و بارِ عطا — مصطفی آپ کا یہ شعارِ عطا

ہو تصور میں شہا روضہ ترا آٹھوں پہر — دل کو مہکاتا رہے عطرِ ثنا آٹھوں پہر

اے حبیبِ خدا خاتم المرسلیں — ہے ترا مرتبہ خاتم المرسلیں

جو تری چشمِ التفات میں ہے — وہ حصارِ نوازشات میں ہے

ہر متبع کے واسطے ہے بالیقیں نجات — راضی نہ ہوں حضور تو ممکن نہیں نجات

جتنے لفظوں کے قافلے اترے — مدحِ سرکار کے لیے اترے

کردوں میں جبیں پیش، نظر پیش، جگر پیش — طیبہ کا سفر کاش کہ اس بار ہو دَر پیش

گنبد خضرا جو دیکھا تو کہا دل نے صدف — ایسے منظر پر فدا کون و مکاں کی روشنی

حب احمد سے دلوں کی کھیتیاں سرسبز ہیں — آب رحمت کے اثر سے کشتِ جاں سرسبز ہیں

ہوئی یکلخت طوفانوں کے دھاروں سے بچت میری
کرائی میرے آقا نے خساروں سے بچت میری

خانۂ دل کو طاقچہ کیجے — عشق سرکار کو دیا کیجے

جس وقت کہ آ جائے مری جان لبوں پر — اسمِ شہِ بطحا کی ہو گردان لبوں پر

ہے راحتِ جاں فرحِ جگر گنبدِ خضریٰ — ہر وقت رہے پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ

نوازشاتِ شہِ انبیاء کے طالب ہیں — سبھی سفینے اسی ناخدا کے طالب ہیں

شاخِ نخلِ یقیں درود شریف — جانِ گلزارِ دیں درود شریف

اے امینِ لطفِ رحماں الصلوۃ والسلام — اے قسیمِ فضلِ یزداں الصلوۃ والسلام

شعری زمینوں کی وجہ سے ان نعتوں میں جن افکار کا اظہار ہوا ہے وہ بھی نئے ہیں شمائلہ کے مجموعے کو بڑھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تخلیقی کارکردگی کا زیادہ تر اظہار نئی زمینوں میں ہُوا (شاعری میں زمین کا لفظ قافیہ، ردیف اور بحر یا وزن کی ہم آہنگی ہے مگر موجِ

کرمؐ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے میرا مطلب زیادہ تر مستعمل اوزان یا بحور میں شمائلہ کے قوافی اور ردائف کے حوالے سے ہے نئے اور نسبتاً کم استعمال ہونے والے شعری آہنگ میں نعت لکھنا ایک اضافی خوبی ہے لیکن بقول غالب

؎ انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

خواتین نعت نگاروں میں شمائلہ کا ایک تخصص نعت کی نئی زمینوں کی طرف دن کا مظہری رجحان ہے ان کے درج ذیل اشعار انہی زمینوں کی عطا ہیں۔

قسمت کی جو شال ہے میرے کاندے ہر
تیری مرضی اُس کا تانا بانا ہے

مصطفٰی کی مہربانی کے طفیل
آرزو میری قد آور ہو گئی

آپ کی مدح شہا ! جانِ سخن
شانِ اوزان و بحور آپؐ سے ہے

گمرہی اُس کا مقدر ٹھہری
میرے سرکار! جو دُور آپؐ سے ہے

پوچھنے والے نے پوچھا، کب کروں وردِ درود؟
مسکرا کر میرے آقا نے کہا، آٹھوں پہر

اور کچھ سوجھتا نہیں مجھ کو
نعت ہی نعت کائنات میں ہے

نظارہ یہ قرآن کے اوراق میں دیکھو
ہیں نعت میں مصروف سبھی زیر، زبر، پیش

حضرتِ حسّان کے عشقِ شہہ دیں کے طفیل
شہر مدحت کی فضائیں جاوداں سرسبز ہیں

راستہ منزلوں میں بدلے گا
ان کی سیرت کو رہنما کیجے

آ جائے صدف کو ہنر نعت نگاری
اللہ! دعا ہے یہی ہر آن لبوں پر

شمائلہ ایم فل عربی کی سکالر ہیں ان کے مقالے کا موضوع سیرۃ سیّدالمرسلین فی شعر الصحابہ والتابعین ہے اس سبب انہیں عربی نعت خصوصاً صحابہ کرام کی نعت گوئی کے مطالعے کی سعادت بھی نصیب ہوئی ان کی نعتوں میں قرآنی حوالے اسی مطالعہ کا نتیجہ ہیں یہ شعر دیکھئے۔

شہرِ محبوب میں اڑان بھرے
فکر کو شہپرِ رسائی دے

عِرفِ نَفسہٗ کا فیض ملے
مجھ کو مولا خود آشنائی دے

ہو صدف کا شعار مدحِ رسول
شوق دے اور انتہائی دے

سیّد والا ! رسولِ مہرباں !
کیجئے وا باب لطفِ جاوداں

دیجیے پھر حکم ابرِ لطف کو
خشک ہیں آقا دلوں کی کھیتیاں

جبینِ سخن! خوش مقدر ہے تو ترا تاج نعتِ نبی ہو گئی
جیسی تڑپ ہو ویسی ہوتی ہے مہربانی آ جائے گا، بلاوا گر قلب ہے تپیدہ
ایمان کی امانتِ عظمٰی ہے اُن کے پاس میرے رسول پاک سا کوئی امیں نہیں
ملی ہے جو ہمیں اللہ سے آقا کے صدقے میں صدف وہ سورۂ رحمن کتنی کیف آور ہے

نعت کی صنف سے وابستگی، اس صنف سے محبت اور اس کے فیضان کا تذکرہ شمائلہ کی نعتوں میں کئی جگہوں پر آیا ہے جن سے ان کی افکار نعت سے دلچسپی اور اخلاص کا انداز ہوتا ہے شہر مدینہ اور اس کے متناسبات سے محبت پر نعت نگار کا شعری عقیدہ ہے۔شمائلہ کے ہاں یہ جذبات ومحسوسات کچھ باطنی کیفیات کے آئینہ دار بھی ہیں صوفیانہ خیالات اور ایک صوفیانہ سلسلے سے انسلاک نے ان کے افکار کو جذب اور جلا بخشی ہے ان کی نسبت جس روحانی سلسلے سے ہے وہ کبھی کبھی اس سلسلے سے وابستگی اور اس کے فیضان کو بھی نعت کا حصہ بناتی ہیں۔

نئے اردو نعت نگاروں میں مشاہداتی رنگ کی وہ شدّت نہیں جو بعض پرانے شاعروں کی نعتوں میں ملتی ہے آج کل صوفیہ کے سلاسل سے منسلک افراد، سجادہ نشنیوں اور درگاہوں میں جیسے جیسے دنیاداری شامل ہوگئی ہے اس کی شکائت سچے صاحبانِ سلاسل کو بھی ہے ورنہ نعت میں مشاہداتی رنگ کی آمیزش سے ایک تازہ جہان ومعنی کی تخلیق کی ہر نعت نگار کے پاس گنجائش موجود ہے یہ دیباچہ اس باب میں تفصیلات کا متحمل نہیں ہوسکتا ورنہ نعت میں مشاہداتی رنگ،ضرورت اور امکان ایک طویل مقالے کا موضوع ہے۔

شمائلہ نے اپنے سلسلے اور صاحب سلسلہ کے حوالے سے جس فیضان کا ذکر کیا ہے اس کی کچھ جھلکیاں دیکھئے۔

یا خدا بہرِ حضرتِ نواب
مجھ کو فیضِ گل بوالعلائی

اے صدف یہ التفاتِ نور ہے
شاعری تیری جو بہتر ہو گئی

اوڑھ لو خاکِ کوچۂ نواب
کہ فنا فی الرسول ہو جاؤ

کنت کنزاً مخفیاً کے پردے سے
تیرا جلوہ خوب چمکتا رہتا ہے

مطلعِ صبحِ شعور آپؐ سے ہے
بزمِ جاں بقعۂ نور آپؐ سے ہے

بس میری نگاہوں میں ترا عکس حسیں ہو
اس درجہ مرے دل میں اتر گنبدِ خضریٰ

شمائلہ کی نعت کے بڑے روشن امکانات ہے امید ہے کہ اُن کے آنے والے مجموعے ان کے نعتیہ تجربات کی پُرکیف اور دلآویز اسلوب میں ترجمانی کریں۔اللہ اُن کی یہ دعا پوری کریں۔

آ جائے صدف کو ہنرِ نعت نگاری
اللہ! دعا ہے یہی ہر آن لبوں پر

……O……

اعتراف

انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ نادان بھی ہے، جلد باز بھی اور نا عاقبت اندیش بھی، عدم علم کی بنا پر ایسی چیزوں کی فرمائش کر جاتا ہے جو اپنی ظاہری چمک دمک کے باوجود انجام کار نقصان دہ ہوتی ہیں تو خالق کائنات کی ذات انسان کو ایسی چیزوں سے دور رکھتی ہے جسے ہم اپنی کج فہمی کی بنا پر "دعاؤں کا قبول نہ ہونا" سمجھتے ہیں اور دوسری طرف وہ انسان کو محض اپنے فضل سے ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جو ہر لحاظ سے اس کے لئے بہتر اور نفع بخش ہوتی ہیں، یہ سراسر اللہ تعالیٰ کے کرم کے معاملے ہیں۔ اور جب کرم کے معاملے ہوتے ہیں تو فقیر کا کشکول نہیں دیکھا جاتا بلکہ دست عنایت کی وسعت کا سوال ہوتا ہے۔ یہ معاملہ بھی تقدیری ہے کہ انسان کو کس سے فیض ملے گا اور کتنا ملے گا، کہتے ہیں کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا بلکہ پیاسے کو چل کر جانا پڑتا ہے اور میں نہایت عجز سے یہ کہتی ہوں کہ جب کوئی نعمت اللہ کے کرم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مہربانی سے انسان کا مقدر ہو جاتی ہے تو مجھ جیسے ازلی پیاسوں کو سیرابی و شادابی کے لیے اٹھا کر ایسے دریائے لطف و عطا کے ساحلِ خوشنما پہ ڈال دیا جاتا ہے جس کی موجِ کرم تو فیض رساں ہوتی ہی ہے اس کے ساحل کی گیلی مٹی بھی سراپا فیضان ہوتی ہے۔ میری پیاسی روح ازل سے ایک رہبر و رہنما کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی تھی، دردر کی خاک چھانی لیکن گوہر مقصود نہ ملا اور کیسے ملتا کہ ہر نعمت کا ایک وقت مقرر ہے۔۔۔۔ پھر ایک ساعت سعید پیامِ عطالائی اور مجھے اس بارگاہ کی غلامی نصیب ہوئی جسے بارگاہ نوابیہ ابوالعلائیہ کہتے ہیں اور وہ دریائے کرم ملا جسے صاحبان دل و نظر اکمل الاولیاء سرورِ اتقیا، شمس العارفین، بدر الکاملین، فخر السالکین، عاشق سید المرسلین، نور نگاہِ نبی حضرت الحاج صوفی سید نوابِ علی شاہ حسنی عزیزی ابوالعلائی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، اور پھر اس دریائے کرم کی موجوں کا فیضان ملا جو بذاتِ خود ایک بحرِ بے کنار ہیں۔ ان میں سے ایک موج زبدۃ الاولیاء، سید الاصفیا، مخدوم الازکیا، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، منبع علم و حکمت، وارثِ فیضِ

نبوت وولایت آلِ رسول، اولادِ بتول حضرت الشاہ صوفی سید محمد عزیز الحسن شاہ صاحب نوابی لیاقتی ابوالعلائی، چشتی قادری سجادہ نشین آستانۂ عالیہ نوابیہ قاضی پور شریف، فتحپور (انڈیا) مدظلہ العالی کی ہے۔ حضرت کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے قلبی وروحانی سکون ملا۔ آپ نے اپنے خاص کرم سے نہ صرف میری شاعری کو پذیرائی بخشی بلکہ میری کہی ہوئی مناقب پڑھ کر میرے الفاظ کو معتبر فرمایا، آپ کی مخصوص دعاؤں، روحانی فیضان وتوجہ اور شفقت ورحمت نے ہمیشہ میری ہر مشکل کشائی فرمائی، زندگی کے ہر موڑ پر رہبری ورہنمائی فرمائی۔ اور فرمارہے ہیں۔ اللہ کریم و رحیم میرے پیرومرشد کا سایۂ کرم وکرامت سلامت تا قیامت رکھے آمین ثم آمین

اس دریائے کرم کی دوسری موج میرے استاذ گرامی۔۔۔۔۔ بلکہ میرے استاذ ہی کیوں؟ استاذ الشعرا کہیئے، شاعرِ جدت طراز کہیئے، عاشق ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیئے، بادشاہِ اقلیمِ سخن کہیئے یا خادم نعت ومنقبت کہیئے۔۔۔۔ عاجزی وانکساری کے پیکر۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہی ہیں میرے استاذ گرامی قدر حضرت سید محمد نورالحسن نور دام ظلہ جن کا ذکر کرتے ہوئے میری گردن ان کے احسانات کے بوجھ تلے دبی جارہی ہے، انہوں نے مجھے شعر کہنے کا سلیقہ ہی نہیں دیا بلکہ مجھے میرے کہنہ خول سے نکال کر نئے جہانِ معانی کی سیر کرائی اور میری روح کو ثنائے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس مرغزارِ حسیں میں داخل کیا جہاں تسکین ہی تسکین ہے۔

اس بحرِ عنایت کی تیسری موج سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی ہیں جن کی محبت وخلوص کا کماحقہ ذکر کرنا چاہتی ہوں تو سارا ذخیرۂ الفاظ کم پڑتا نظر آتا ہے۔ بس اتنا کہوں گی کہ ان کے خلوص، اپنائیت، علم دوستی اور کتاب دوستی نے میرے سفرِ سخن میں قدم قدم پہ مجھے سہارا عطا کیا۔ انکے مشورے شامل حال رہے اور کاروان ثنا آگے بڑھتا رہا، ان کی کاوشوں پر صمیم قلب سے ممنون ومتشکر ہوں۔ والدین اولاد کے لیے سب سے پہلے رہبر ورہنما ہوتے ہیں ان کے ثبت کیے ہوئے نقوش تاحیات ذہن کی تختی پر کندہ رہتے ہیں، الحمدللہ ثم الحمدللہ میرے والدین نے بچپن سے ہی مجھے دینی لگاؤ اور نعت کی محبت عطا کی۔۔ جبھی تو نعت کا اور میرا بچپن کا ساتھ ہے۔ میری والدہ بچپن میں ہمیں سلانے کے لیے نعت کی لوری دیا کرتی تھیں، اور پھر والدین کی دعاؤں سے نعت خوانی سے نعت گوئی تک کا سفر طے ہوا پھر ابتداً فیصل آباد کے عظیم نعت گو شاعر اور جناب صائم چشتی کے شاگرد رشید جناب عبدالخالق تبسم قادری سے رہنمائی ملی۔ بعدازاں خوبی

قسمت سے سلسلۂ نوابیہ ابوالعلائیہ سے منسلک ہوئی تو پتا چلا کہ یہ تو سارا گھرانہ عاشقان نعت اور نعت گو یان کا ہے اور حضور سید نواب علی شاہ کے چشم و چراغ حضرت سید نورالحسن نور سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ یہ انہیں کا فیضان ہے کہ آج " موجِ کرم " کا مسودہ میرے ہاتھ میں ہے، ورنہ میں اپنی شاعری کو ہرگز اس قابل نہ سمجھتی تھی کہ وہ زیورطبع سے آراستہ ہوتی۔ استاذ الاساتذہ، ادیبِ شہیر، ماہرِ علم وفن، محترم المقام جناب یاوروارثی عزیزی نوابی صاحب نہ صرف میرے پیر بھائی ہیں بلکہ عظیم ادبی شخصیت بھی ہیں ان کی دعائیں اور رہنمائی قدم قدم پر میرے ساتھ رہی ، میں سپاس گزار ہوں ملک کی عظیم وعبقری شخصیت، ادیب عصر، پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید صاحب قبلہ کی کہ جنکی شفقت میرا سرمایہ ہے۔ انہوں نے میری درخواست پر اپنا قیمتی وقت نکال کر اپنے قیمتی الفاظ سے نوازا، اس کے علاوہ ان تمام احباب اور کرم فرماؤں کا بہت بہت شکریہ جن کی دعائیں اور حوصلہ افزائیاں قدم قدم پر میرے ہمراہ رہیں۔

کنیز بارگاہ نوابی

شمائلہ صدف

فیصل آباد (پاکستان)

☪

ہے عالمِ ہست و بود تیرا
سدا سے مولا وجود تیرا

منزہ و لاشریک ہے تو
فقط ہے حقِ سجود تیرا

تو غیب ہے غیب داں بھی تو ہے
ہے ذرہ ذرہ شہود تیرا

ہے کن فکاں تیری شان یارب
نظام بست و کشود تیرا

ثنا ہے آبِ رواں کے لب پر
ہے پتہ پتہ حمود تیرا

ہے محوِ تقدیس ہر تنفس
دل و نظر میں ورود تیرا

فنا ہے تقدیرِ خلقتِ کل
رہے گا نام و نمود تیرا

بنائے آفاق و بزم عالم
حبیب ، ربِ ودود تیرا

لویں ترے نام سے ہیں روشن
چراغ تیرے ہیں دود تیرا

پہنچ رہے ہیں نبی کو پیہم
سلام تیرے درود تیرا

صدف کو توفیقِ حمد بخشی
یہ لطف تیرا یہ جود تیرا

●

☪

ذرہ ذرہ حمد تری ہی کرتا ہے
قطرہ قطرہ تیرے دم سے دریا ہے

آنگن آنگن ہے تیری ہی پھلواری
گوشہ گوشہ تیرے کرم سے مہکا ہے

حکم سے تیرے تیری رحمت کا بادل
تازہ پانی دھرتی پر برساتا ہے

قسمت کی جو شال ہے میرے کاندھے پر
تیری مرضی اُس کا تانا بانا ہے

خالق تو ہے، مالک تو ہے تو معبود
ہر گلشن تیرا ہر صحرا تیرا ہے

کنت کنزاً مخفیاً کے پردے سے
تیرا جلوہ خوب چمکتا رہتا ہے

پیڑ پرندے، وادی پربت جگنو میں
حسن ہے تیرا جلوہ ہر جا تیرا ہے

کوئی نہیں معبود مگر تو ، تو ہی تو
تو رازق ہے تو مالک تو داتا ہے

تیری رحمت کی شبنم سے کھل اٹھا
دل کا غنچہ جب جب بھی کملایا ہے

رات بھی اس کی مدح کرے تعریف کرے
سورج نامِ احمد کا یوں چمکا ہے

ایک صدف کیا اس کے جیسے جتنے ہیں
مولا تو نے سب کا پردہ رکھا ہے

●

جاہِ دنیا نہ خود نمائی دے
زیورِ عشقِ مصطفائی دے

نعت خوانی کروں تو جھومے فضا
اے خدا ایسی خوش نوائی دے

شہرِ محبوب میں اڑان بھرے
فکر کو شہپرِ رسائی دے

عَرَفَ نَفسَہٗ کا فیض ملے
مجھ کو مولا خود آشنائی دے

پیرہن ہو عطا خشیت کا
روح کو ذوقِ خوش قبائی دے

بخش توفیقِ طاعت و تقویٰ
معصیت سے گریز پائی دے

جذبِ صدیق بخش دے مولا
صدقۂ زورِ مرتضائی دے

جودِ عثمان ، عدلِ فاروقی
حوصلے ہم کو کربلائی دے

یا خدا بہرِ حضرتِ نوّاب
مجھ کو بھی فیضِ بوالعلائی دے

پھر عطا کر تجلیاتِ حرم
پھر مدینہ مجھے دکھائی دے

اور بڑھ جائے میرا سوزِ دروں
میں نہیں چاہتی رہائی دے

ہے زبوں حالِ امتِ مرحوم
دے اسے پھر سے پیشوائی دے

ہو صدفؔ کا شعار مدحِ رسول
شوق دے اور انتہائی دے

●

☪

ایمان کی مے، عشق کے گوہر مرے مولا
صدقے میں شہِ دیں کے عطا کر مرے مولا

حالات کے ماروں پہ کرم کر مرے مولا
کر مفلس و بے کس کو تونگر مرے مولا

مہتاب ترے ذکر کا اترے مرے گھر میں
اے کاش مرا گھر ہو مرا گھر مرے مولا

یہ عز و شرف میری بھی تقدیر میں لکھ دے
میں چوم لوں دہلیزِ پیمبر مرے مولا

ہر پل رہوں مشغول تری حمد و ثنا میں
جیسے یہ ثمر، پیڑ یہ پتھر مرے مولا

خوشبو مرے آقا کے نواسوں کی عطا کر
انفاس مرے کر دے معطر مرے مولا

دے جذبہ اخلاص و وفا اور زیادہ
کر ذوقِ عبادت بھی فزوں تر مرے مولا

اک سانس بھی ایسی مری قسمت میں نہ لکھنا
جو تیری اطاعت سے ہو باہر مرے مولا

رکھے ہیں شہنشاہوں نے سر اسکے قدم پر
ہو جس کو ترا قرب میسر مرے مولا

دن رات کرے حمد، لکھے نعت و مناقب
ہوجائے یہ احسان صدف پر مرے مولا

●

☪

شاخِ نخلِ یقیں درود شریف
جانِ گلزارِ دیں درود شریف

جرم و عصیاں مٹا کے کرتا ہے
ہر نفَس صندلیں درود شریف

بخشتا ہے شبِ توہم کو
ایک صبحِ یقیں درود شریف

حبِ سرکار کے تقاضوں میں
شرط ہے اولیں درود شریف

سیلِ آلام کیا بگاڑے گا
ہے مکانِ حصیں درود شریف

بلبل و گل پہ وجد طاری ہو
جب پڑھے یاسمیں درود شریف

قافلے نوریوں کے اترے ہیں
لے کے نذرِ حسیں درود شریف

باقی اوراد سب ستارے ہیں
اور ماہِ مبیں درود شریف

عشق سرکار اک حسیں پیکر
ہے قبا مخملیں درود شریف

ہر گھڑی پڑھ رہے ہیں حور و ملک
بر شہہِ مرسلیں درود شریف

اے صدف!! موجِ نور کی صورت
دل میں ہے جاگزیں درود شریف

●

کب فقط دل کا آئِنہ نکھرے
نعت سے عالم وفا نکھرے

چوم کر مصطفیٰ کی خاک قدم
آسمانوں کا راستہ نکھرے

ابر برسے تری نوازش کا
تو مری روح کی قبا نکھرے

ہے درود و سلام میں لپٹا
کیوں نہ پھر رنگِ التجا نکھرے

گلشن دہر کے سبھی منظر
دیکھ کر آپکی ادا نکھرے

نطقِ سرکار کا ملے صدقہ
تو مرا خوشئہ نوا نکھرے

ذکر سرکار سے جو صیقل ہو
اے صدف ! دل کا آئنہ نکھرے

☪

شاہکارِ دستِ قدرت لاجواب
شکل ہے بے مثل سیرت لاجواب

ہے مثالی بے مثالی ذات پاک
رتبۂ ختمِ رسالت لاجواب

سرور عالم کی باتیں بے مثال
سرورِ عالم کی مدحت لاجواب

جب بھی چھیڑا ذکرِ نطقِ مصطفیٰ
ہو گئی بزم فصاحت لاجواب

عالم انفاس میں شاہ امم
ہے تری طرز مروت لاجواب

مصطفیٰ کو صورت قرآں دیئے
رب نے گلہائے محبت لاجواب

انبیاء میں ہیں شہ دیں بے نظیر
امتوں میں ان کی امت لاجواب

سورجوں نے در پہ رکھ کر سر کہا
تو ہے اے ماہ نبوت لاجواب

بے مثال آقا کا ہے بحرِ کرم
گلشنِ لطف و عنایت لاجواب

جس نے پایا آپ کا عہدِ جمیل
ہے یقینا اس کی قسمت لاجواب

پھر عطا کردیں حضوری کا شرف
ہو صدف پر پھر عنایت لاجواب

●

☪

سیّدِ والا ! رسولِ مہرباں !
کیجئے وا بابِ لطفِ جاوداں

تابشِ افلاک ، توقیرِ زمیں
ہیں وہ روحِ عصر روحِ ہر زماں

کس کا لمسِ روحِ پرور مل گیا؟
سنگریزو ! مل گئی کیسے زباں

میرے آقا صاحبِ خلقِ عظیم
اور تم ننگِ مروت بے گماں

المدد اے دافعِ رنج و بلا
دور ساحل ، اور گم ہے بادباں

کوئ دل ان کے لیے ہے فرش راہ
اور انہیں کی منتظر محرابِ جاں

ہو تکلم ہر گھڑی محوِ درود
میرا ہر تار نفس ہو نعت خواں

آنکھ میری رشکِ صد مہتاب ہو
آپکا جلوا اگر ہو ضوفشاں

سرورِ عالم کے آگے ہر عروج
سرنگوں ، لاچار ، عاجز ، ناتواں

دیجیے پھر حکم ابرِ لطف کو
خشک ہیں آقا دلوں کی کھیتیاں

سرورِ دیں کا دیارِ بے مثال
اے صدف ہے زینتِ باغِ جناں

●

☪

جب سے میں ان کی ثناگر ہو گئی
وادیٔ جاں نور پیکر ہو گئی

ان کی چشم ناز جس پر ہوگئی
ہر خوشی اس کو میسر ہوگئی

بہرِ عشاق آپ کی خاکِ قدم
تاج ٹھہری زینتِ سر ہو گئی

فقر ٹھہرا خلعتِ شاہِ امم
انکساری انکا بستر ہو گئی

دیکھ کر رعنائی شہرِ رسول
کائناتِ حسن ششدر ہو گئی

عشق جو پایا شہ ابرار کا
قوت ایماں فزوں تر ہوگئی

مصطفی کی مہربانی کے طفیل
آرزو میری قد آور ہو گئی

کیا نہیں بخشا گیا سرکار کو
ہر عطا ان پر نچھاور ہوگئی

یوسفِ کونین ! اک شیریں جھلک!
ہجر میں اب آنکھ پتھر ہو گئی

مرسلِ اعظم کی شانِ بندگی
وقت کے ماتھے کا جھومر ہو گئی

اے صدف یہ التفاتِ نور ہے
شاعری تیری جو بہتر ہو گئی

●

سکون آور ، سرور افزا ہے نام تیرا
ہے بزمِ احساس کا اجالا پیام تیرا
زوال کی دسترس سے باہر ہے صبح تیری
ہے آفتابِ عروج محوِ خرام تیرا
مرا اثاثہ مری شب و روز کی تمنا
تری محبت ، تری رضا ، احترام تیرا
نگاہ رحمت مرے نبی کی اگر نہ پڑتی
تو چل نہ سکتا تھا اے زمانے نظام تیرا
بچایا دیوارِ جاں کو جس نے شکستگی سے
وہ ہے سہارا ترا ، وہ ہے لطفِ عام تیرا
دیار طیبہ ! یہ صدقۂ شاہِ دو سرا ہے
جو ذرہ ذرہ ہے رشکِ ماہِ تمام تیرا
یہ لوحِ بادِ صبا پہ گل نے رقم کیا ہے
بنا ہے خوشبو سے جسم خیر الانام تیرا
صدفؔ ! ستارہ ترے مقدر کا جگمگایا
ثنا کے صدقے سخن ہے ذی احتشام تیرا

☪

ہے ربِ کائنات ثنا کار آپ کا
کتنا عظیم رتبہ ہے سرکار آپ کا

اس پر غم و الم کی تپش کیا اثر کرے؟
جس کو ملا ہو سایۂ دیوار آپ کا

جس کو شرابِ دید ہوئی آپ کی نصیب
اک اک غلامِ در ہے وہ سرشار، آپ کا

بزمِ جہاں سجائی گئی آپ کے لیے
ہے کائنات آپ کی ، سنسار آپ کا

کیا زندگی ہے جو نہ اطاعت میں ہو بسر
وہ دل کہاں ؟ نہیں جو طلبگار آپ کا

خوشبو کو چاندنی کو نزاکت کو صبح کو
سکھلائے نرمیاں گلِ کردار آپ کا

مرہونِ التفات ہے یہ ساری کائنات
کس پر کرم نہیں مرے سرکار آپ کا

دنیا کے تاجور بھی جہاں کے فقیر ہیں
وہ آپ کا ہے در ، وہ ہے دربار آپ کا

دو چند ہوگئ ہے مری وسعتِ نظر
دیکھا ہے جب سے کوئے ضیابار آپ کا

اے مصطفٰی کے لاڈلے نوابِ ذی وقار
اے کاش ! ایک بار ہو دیدار آپ کا

اے والئ مدینہ ، دو عالم کے تاجدار
لطف و کرم صدف کو ہے درکار آپ کا

●

☪

اے حریص امت مرحوم ! اک چشم کرم
ہیں ارادے کفر کے مذموم ، اک چشم کرم

باد صرصر وہ چلی عصیاں شعاری کی حضور !
ہو گیا ماحول سب مسموم ، اک چشم کرم

کانپتے تھے قیصر و کسریٰ ہمارے نام سے
ہو گیا سب دبدبہ معدوم ، اک چشم کرم

چھوڑ کر در آپ کا بے قدر و قیمت یوں ہوئے
جیسے کوئی لفظ بے مفہوم ، اک چشم کرم

سرورا! گم ہو کے ہم لہو و لعب کے دشت میں
سوزِ دل سے ہو گئے محروم ، اک چشم کرم

نوچی جاتی ہیں کہیں حوا کے سر سے چادریں
ابن آدم ہے کہیں مظلوم ، اک چشم کرم

عشق میں مرنے کے دعوے ہیں زبانوں پر مگر
عشق میں جینا نہیں معلوم ، اک چشم کرم

آپ کی کوئی دعا خالی نہیں جاتی حضور!
ہے یہی قرآن میں مرقوم ، اک چشم کرم

حالتِ زارِ مسلمانانِ عالم ، الاماں
چشم پرنم قلب ہے مغموم ، اک چشم کرم

کیجیے چشم کرم یا رحمۃ للعالمیں!
کر دیا سب حالِ دل منظوم ، اک چشم کرم

ہجر طیبہ میں بہت بے چین ہے قلب صدف
اے مرے سرور ! مرے مخدوم ! اک چشم کرم

●

یا نبی جلوہ دکھادیں دوگھڑی کے واسطے
اس شرف کی ہے ضرورت زندگی کے واسطے

ہر ادا تیری حسیں، ہر وصف ہے تیرا جمیل
آئینہ سیرت ہے تیری آگہی کے واسطے

طاقِ دل میں ہے فروزاں عشقِ احمد کا چراغ
اور کیا مانگوں خدا سے روشنی کے واسطے

ظلم کے تاریک زنداں میں مقید تھی حیات
میرے آقا آئے امن و آشتی کے واسطے

ہو گئے دشمن ترے صدق و امانت کے گواہ
قابل صد رشک ہے یہ راستی کے واسطے

دفعتاً باب اثر نے لے لیا آغوش میں
جب دعاؤں میں کئے شامل نبی کے واسطے

دامنِ سرکار ہاتھوں میں رہے دائم صدف
یہ ضروری ہے نجاتِ اخروی کے واسطے

مطلعِ صبحِ شعور آپ سے ہے
بزمِ جاں بقعۂ نور آپ سے ہے

میں ہوں مثلِ شبِ دیجور حضور!
روزنِ لطف و سرور آپ سے ہے

مرہمِ زخمِ علالت ہے لعاب
دفعِ امراض و شرور آپ سے ہے

آپکی مدح شہا ! جانِ سخن
شانِ اوزان و بحور آپ سے ہے

گمرہی اس کا مقدر ٹھہری
میرے سرکار! جو دور آپ سے ہے

آپ کی چشمِ توجہ کے نثار
میرا ہر ناز و غرور آپ سے ہے

آپ کے دم سے ہے صد رنگ بہار
حسنِ گلزار و طیور آپ سے ہے

مدحت آل نبی اور صدف
رحمتوں کا یہ وفور آپ سے ہے

☪

بے طلب مل گئے برگ و بارِ عطا
مصطفیٰ آپ کا یہ شعارِ عطا

والئ ملکِ جود وسخا آپ ہیں
بے بدل آپ کا ہے منارِ عطا

رب نے سارے خزانے دیے آپ کو
اور پھر دے دیا اختیارِ عطا

دامنِ آرزو بھر دیا آپ نے
اب کہاں حاجتِ انتظارِ عطا

گردشیں پاس آتی نہیں اس لیے
مجھ کو گھیرے ہوئے ہے حصارِ عطا

آپ کی چشم رحمت سے حاصل ہوئی
باغِ کون و مکاں کو بہارِ عطا

سارے عالم کی حاجت جو پوری کرے
وہ فقط آپ کا ہے دیارِ عطا

آشنا زندگی کو تحرک سے کر
خرمن دل میں آجا شرار عطا

بے کس و بے نوا کو غنی کرگئی
موجِ بحرِ کرم ، آبشارِ عطا

اک نظر کا سوالی ہے کشکولِ دل
اے امیرِ کرم ! تاجدارِ عطا !

باغِ توفیقِ مدحِ شہِ دیں میں ہوں
ہے صدف غیر ممکن شمارِ عطا

●

ہو تصور میں شہا روضہ ترا آٹھوں پہر
دل کو مہکاتا رہے عطرِ ثنا آٹھوں پہر

گوشۂ جاں خاص ہو حبِ شہہ دیں کے لئے
سائباں ہو نور کا سر پر تنا آٹھوں پہر

ہو کسی شب خواب میں دیدارِ شاہِ مرسلاں
اور پھر جاری رہے یہ سلسلہ آٹھوں پہر

جلوۂ ماہِ مدینہ دیکھ لے جو ایک بار
پھوٹتی ہے اسکی آنکھوں سے ضیا آٹھوں پہر

قابلِ صد رشک ان کا دن ہے ان کی رات ہے
ہے میسر جن کو طیبہ کی ہوا آٹھوں پہر

پوچھنے والے نے پوچھا، کب کروں وردِ درود؟
مسکرا کر میرے آقا نے کہا ، آٹھوں پہر

طاعتِ سرکار میں گزریں تو اچھی بات ہے
ورنہ ہیں کس کام کے صبح و مسا ، آٹھوں پہر

کوئی دن ہو، کوئی ساعت ہو، کوئی لمحہ صدف
ہو زباں پر نامِ پاکِ مصطفٰی آٹھوں پہر

☪

اے حبیبِ خدا خاتم المرسلیں
ہے ترا مرتبہ خاتم المرسلیں

نور سے تیرے روشن ہوئے دو جہاں
حبّذا ، مرحبا خاتم المرسلیں !

زندگی بانٹتی ہے تری ہر کرن
آفتابِ عطا خاتم المرسلیں

کوئی حامی نہیں ماسوا آپ کے
وجہِ روزِ جزا خاتم المرسلیں

کنجِ وحشت کو گلزارِ جنت کرے
اک تصور ترا خاتم المرسلیں

ہے یہی رات دن اب وظیفہ مرا
خاتم الانبیاء خاتم المرسلیں

لکھیں قرطاسِ جاں پر مری دھڑکنیں
ربِّ سلّم علیٰ خاتم المرسلیں

کشتِ جاں میں گلِ شادمانی کھلے
اک نظر ہو شہا !! خاتم المرسلیں

ختم پر آ گئے آزمائش کے دن
زینتِ لب ہے یا خاتم المرسلیں

تیرے ہونٹوں پہ لگتا ہے کتنا بھلا
اے صدف پھر سنا خاتم المرسلیں

●

☪

حضور آ گئے روشنی ہو گئی
شبو !! اب سحر دائمی ہو گئی

پڑے مصطفیٰ کے جو نوری قدم
ہوا دفعتاً تیرگی ہو گئی

سر شاخ حق مسکرائے نبی
اماں مل گئی ، آشتی ہو گئی

یہ احسان ہے میرے آقا ترا
جو آساں رہِ زندگی ہوگئی

ترا نقشِ پا رشک صد ماہتاب
تری خاکِ پا روشنی ہو گئی

ہیں قصرِ نبوت کی تکمیل وہ
وہ آئے تو پوری کمی ہو گئی

خدا نے کوئی بات ٹالی نہیں
جو میرے نبی نے کہی ، ہو گئی

ملی انبیا کی امامت تجھے
مسلّم تری برتری ہو گئی

جو روشن ہوئی شمعِ یادِ نبی
منور مری جھونپڑی ہو گئی

ہوئی ملتفت ان کی چشمِ عطا
میسر مجھے ہر خوشی ہوگئی

معطر گلِ مدحِ سرکار سے
مرے دل کی بارہ دری ہوگئی

جبینِ سخن! خوش مقدر ہے تو
ترا تاج نعتِ نبی ہو گئی

لگا جیسے سرکار ہوں سامنے
صدف دید جب پیر کی ہو گئی

☪

جو تری چشمِ التفات میں ہے
وہ حصارِ نوازشات میں ہے

میں ہوں محوِ ثنائے شاہِ زمن
فکر باغِ تجلیات میں ہے

اور کچھ سوجھتا نہیں مجھ کو
نعت ہی نعت کائنات میں ہے

میرے سرکار کی پناہ میں آئے
جو گھرا سیلِ حادثات میں ہے

چھڑ گیا تذکرہ تبسم کا
نور بزمِ تصورات میں ہے

شاہِ بطحا کی مہربانی سے
میری کشتی حدِ نجات میں ہے

نام ان کا ہے سازِ دل پہ رواں
ذکر ان کا ہی بات بات میں ہے

باغِ ایماں کی آبرو ٹھہری
حُبِ سرکار واجبات میں ہے

والیٔ دوجہاں کا ہے صدقہ
رنگ جو بزمِ ممکنات میں ہے

المدد اے خدائے شاہِ امم
سنگ دشنام میری گھات میں ہے

ہو بسر ان کی پیروی میں صدف
حسن و خوبی یہی حیات میں ہے

●

ہر متبع کے واسطے ہے بالیقیں نجات
راضی نہ ہوں حضور تو ممکن نہیں نجات
جس راستے پہ نقشِ قدم مصطفی کے ہوں
اے امتی ! ہے تیرے لئے بس وہیں نجات
چشم کرم حضور کی اٹھی تو پائے گا
زندانِ اضطرب سے قلبِ حزیں نجات
آل رسولِ پاک سے رکھے جو دشمنی
وہ ہے لعین ، اس کو ملے گی کہیں نجات؟
ظلمت سے اضطراب سے آلام و رنج سے
بخشی جہاں کو آپ نے یا شاہِ دیں نجات
دار الشفاء ہے سرور کونین کا دیار
واللہ ہر مرض سے ملے گی وہیں نجات
ہو گی پکار خلقِ خدا کی بروزِ حشر
دلوایئے ہمیں بھی شہِ مرسلیں نجات
آقا خرام ناز میں مصروف ہوں صدف
پائے عذابِ ہجر سے دل کی زمیں نجات

☪

جتنے لفظوں کے قافلے اترے
مدحِ سرکار کے لیے اترے

بزم کونین میں جب آئے حضور
عرش سے نور کے پرے اترے

جوئے لطفِ نبی ہے بے پایاں
یہ وہ دریا نہیں چڑھے ، اترے

بوذر و حیدر و عتیق و عمر
عشق سرکار میں کھرے اترے

لامکاں سے بصورتِ قرآں
شاہ والا کے تذکرے اترے

نامِ احمد زبان پر آیا
قافلے رنگ و نور کے اترے

انکے صدقے، غموں کے کوہِ گراں
دل کی دہلیز سے پرے اترے

دیکھ کر حسن سرور عالم
حسن والوں کے آئنے اترے

مجھ پہ لطف رسول اعظم ہو
بار اعمال پشت سے اترے

جلوۂ شہر نور کاش صدف
دل میں آنکھوں کے راستے اترے

●

منور ہے ترا بچپن ، شبابِ پاک تابندہ
تری سیرت کا ہر اک باب ہے رخشندہ رخشندہ

جہاں والو ! قیامت تک زمانے کی ہدایت کو
مرے سرکار کی ہر اک ادا ہر بات ہے زندہ

نقوش پائے آقا جن کو اپنی جاں سے پیارے ہیں
حیات جاوداں ان کی ہے ان کا نام پائندہ

متاع جان و دل قربان اسکے اک اشارے پر
ہمیں پیارا ہے انکے شہر کا ایک ایک باشندہ

غموں کے دشت میں خوشیوں کا موسم لیکے آتا ہے
درود پاک کا نغمہ ہے رحمت کا نمائندہ

زباں پر عشق کا دعویٰ ،اطاعت سے ہیں روگرداں
سن اے غمخوار امت ہم بہت ہیں تجھ سے شرمندہ

صدف یہ فیصلہ میرا ہے پھر واپس نہ آؤنگی
بلائیں گے مدینہ جب مرے سرکار آئندہ

خاکِ پائے رسول ہوجاؤں
باغ جنت کا پھول ہوجاؤں

جو ہیں مقبول بارگاہ نبی
کاش ان کو قبول ہوجاؤں

اوڑھ لوں خاک کوچۂ نواب
کہ فنا فی الرسول ہوجاؤں

لوٹ کر میں نہ آؤں طیبہ سے
عاشق با اصول ہوجاؤں

پایۂ عرش چوم لے تقدیر
جو کنیز بتول ہوجاؤں

جو مدینے سے ہو کے آئے ہیں
ان کے قدموں کی دھول ہوجاؤں

میں ہوں مداح سرور عالم
اے صدف کیوں ملول جاؤں

☪

کردوں میں جبیں پیش،نظر پیش،جگر پیش
طیبہ کا سفر کاش کہ اس بار ہو در پیش

انسان تو انسان ہیں دینے کو سلامی
ہوتے ہیں ملائک بھی وہاں آٹھوں پہر پیش

ہر شام ترے در پہ جبیں سائی کو آئے
دربار میں ہوتی ہے ترے روز سحر پیش

نظارہ یہ قرآن کے اوراق میں دیکھو
ہیں نعت میں مصروف سبھی زیر ، زبر، پیش

کرتے ہیں سبھی برگ و ثمر آپکو آقا
تسلیم کا نذرانہ بہ انداز دگر پیش

یہ شان فقط تیری ہے اے سرور کونین
کرتا ہے زمانہ تجھے نذرانۂ سر پیش

ہیں پیش نظر نقش قدم شاہ امم کے
آئے گا کہاں راہ میں کچھ خوف و خطر پیش

سرکار صدف کو بھی ملے اذنِ حضوری
مدحت کے اسے کرنے ہیں کچھ لعل و گہر پیش

●

ہے تبسم آپ کا سارے جہاں کی روشنی
ورنہ کیا ہے ماہ و مہر ضوفشاں کی روشنی

جب رخ پر نور سے گیسو ہٹائے آپ نے
ہاتھ باندھے در پہ آئی آسماں کی روشنی

ظلمت و تیرہ شبی کا مٹ گیا نام و نشاں
رب نے بھیجی جب مکاں میں لامکاں کی روشنی

فاطمہ، حسنین و حیدر منبعِ انوار ہیں
ہر زمانے کو ملی اس آستاں کی روشنی

زندگی کی تیرہ و تاریک راہوں میں ہمیں
نور بخشے رحمتِ ہر دوجہاں کی روشنی

جا نہیں سکتا کبھی قعر مذلت کی طرف
اسوۂ محبوب ہے اس کارواں کی روشنی

گنبد خضرا جو دیکھا تو کہا دل نے صدف
ایسے منظر پر فدا کون و مکاں کی روشنی

باغِ سخن نہ ہوگا اس کا خزاں رسیدہ
حصے میں جس کے آیا سرکار کا قصیدہ
وہ میرے مصطفی ہیں وہ میرے مصطفی ہیں
کامل ہے جن کی سیرت اوصاف ہیں حمیدہ
ہے اتباعِ آقا، وجہِ فلاح عالم
امت کو زہرِ قاتل افکار ہیں جدیدہ
سرکار کی اطاعت، اللہ کی اطاعت
اعلان کر رہا ہے تاریخ کا جریدہ
سلمان فارسی کی قسمت پہ جاؤں قرباں
انمول ہو گیا وہ، تو نے جسے خریدا
آقا کریم آقا، آقا رحیم آقا
عصیاں کے بوجھ سے ہے میری کمر خمیدہ
جیسی تڑپ ہو ویسی ہوتی ہے مہربانی
آجائے گا، بلاوا گر قلب ہے تپیدہ
بعد ازخدا ہیں میرے آقا بزرگ و برتر
ایماں یہی ہے میرا، میرا یہی عقیدہ
عادت صدف ہو جس کی صلِ علی کا نغمہ
ہرگز کبھی نہ ہوگا رنجیدہ و کبیدہ

خم مصطفیٰ کے حکم پہ جس کی جبیں نہیں
دعویٰ ہے اسکے عشق کا صادق ؟ نہیں نہیں

جس آنکھ میں جمالِ شہہِ دیں کرے قیام
اسکو لگے گا اور کوئی دلنشیں ؟ نہیں

ہے انکا علم غیب خدا کی عطائے خاص
میرے نبی سے بڑھ کے کوئی دوربیں نہیں

سایہ فگن نہ رحمتِ سرکار ہو جہاں
ایسا کوئی فلک ، کوئی ایسی زمیں نہیں

ایمان کی امانتِ عظمیٰ ہے ان کے پاس
میرے رسول پاک سا کوئی امیں نہیں

ایسا سکون بکھرا ہے شہر رسول میں
دل کوئی بے قرار کوئی جاں حزیں نہیں

جو عیب ڈھونڈتے ہیں شہہ دیں کی ذات میں
راہِ نجات پائیں گے وہ بالیقیں نہیں

مجھ کو پسند باغِ نبی کے ہیں گل صدف
بیلا ، چنبیلی ، سرو و سمن یاسمیں نہیں

☪

حب احمد سے دلوں کی کھیتیاں سرسبز ہیں
آب رحمت کے اثر سے کشتِ جاں سرسبز ہیں

جس جگہ رکھے رسول اللہ نے اپنے قدم
ہو گئے آباد ویرانے مکاں سرسبز ہیں

مل گیا جن کو غسالہ سرور کونین کا
آج تک سوکھے نہیں وہ گلستاں سرسبز ہیں

گنبدِ خضرا کی ہریالی کا سارا فیض ہے
شہر سب شاداب ہیں سارے جہاں سرسبز ہیں

لہلہاتی ہی رہے گی فصل یہ اسلام کی
کیسے سوکھیں باغ جسکے باغباں سرسبز ہیں

موسموں کا آنا جانا کچھ اثر کرتا نہیں
ذکر آقا ہے جہاں وہ وادیاں سرسبز ہیں

حضرتِ حسان کے عشق شہہ دیں کے طفیل
شہر مدحت کی فضائیں جاوداں سرسبز ہیں

اے صدف! باغ سخن میں ہے خزاں بکھری مگر
نعت پاک مصطفی کی ڈالیاں سرسبز ہیں

●

☪

مکمل جو کرے ایمان کتنی کیف آور ہے
ولائے شاہ انس و جان کتنی کیف آور ہے

دلِ مضطر کو فرحت بخش دی، پُر نور کر ڈالا
میں تیری یاد کے قربان کتنی کیف آور ہے

جو گزرے سیدِ کونین کے نوری تصور میں
وہ ساعت، وہ گھڑی، وہ آن کتنی کیف آور ہے

ستارے رقص میں آئیں اجالے جوش پر آئیں
مرے سرکار کی مسکان کتنی کیف آور ہے

جو مسکن ہو شہ دیں کا جسے آقا کہیں اپنا
مبارک ہے وہ دل، وہ جان کتنی کیف آور ہے

سماعت نے مرے سرکار کی احسان فرمایا
متاع مدحت حسان کتنی کیف آور ہے

تجھے چاہیں تجھے سوچیں خیالوں کو ترے چومیں
ترے عشاق کی پہچان کتنی کیف آور ہے

ملی ہے جو ہمیں اللہ سے آقا کے صدقے میں
صدف وہ سورۂ رحمان کتنی کیف آور ہے

●

ہوئی یکلخت طوفانوں کے دھاروں سے بچت میری
کرائی میرے آقا نے خساروں سے بچت میری

مرے ہاتھوں نے جب سے دامنِ سرکار تھاما ہے
ہوئی ہے عارضی سارے سہاروں سے بچت میری

ردا انکے کرم کی اوڑھ لی میری خطاؤں نے
ہوئی اس واسطے عصیاں شراروں سے بچت میری

گرا ہی چاہتی تھی میں ،نہ دیتے جو سہارا وہ
کہاں ممکن تھی دوزخ کے کناروں سے بچت میری

چمک جس کی دوامی ہے، اسے اپنا لیا میں نے
ہوئی سب ڈوبنے والے ستاروں سے بچت میری

ہوائے نفس، شیطاں ، دولتِ دنیا ، انانیت
کرم ہو آپکا ، ہو جائے چاروں سے بچت میری

نبی کے گلشن رحمت میں میرا آشیانہ ہے
صدف یوں ہوگئی دنیا کے خاروں سے بچت میری

☪

شاہِ کونین کی ثنا کیجے
طولِ رحمت کا سلسلہ کیجے

خانۂ دل کو طاقچہ کیجے
عشقِ سرکار کو دیا کیجے

بھیجئے ابرِ التفاتِ حضور
شاخِ بے برگ ہوں، ہرا کیجے

ماہ و خورشید مجھ پہ رشک کریں
یا نبی اپنی خاکِ پا کیجے

نیک نامی کی آرزو ہے تو پھر
یا نبی یا نبی رٹا کیجے

بے کلی کو گلِ قرار ملے
باغ طیبہ کا تذکرہ کیجے

قلب قرطاس ہو، قلم الفت
اسمِ سرکار ، یوں لکھا کیجے

رکھیے ورد زباں درود شریف
ختم ہر غم کا سلسلہ کیجے

وہ ہے بیمارِ سید عالم
آپ اس کی نہ کچھ دوا کیجے

راستہ منزلوں میں بدلے گا
ان کی سیرت کو رہنما کیجے

یا نبی ہے صدف تہی داماں
صدقۂ فاطمہ کیجے

جس وقت کہ آ جائے مری جان لبوں پر
اسمِ شہہ بطحا کی ہو گردان لبوں پر

ہر سانس ہو مشغولِ ثنائے شہہ والا
ہو جذبۂ حسان کا فیضان لبوں پر

دکھلایا تصور نے جو سرکار کا روضہ
کلیوں کی طرح کِھل گئی مسکان لبوں پر

ہو ورد زباں صلی علیٰ آل محمد
یوں ذوق مودت کا ہو اعلان لبوں پر

قربان رخ پاک پہ تاروں کا تبسم
گلبرگ تصدق ترے ذیشان لبوں پر

کوثر کے ملیں جام ترے دست عطا سے
رہ رہ کے مچلتا ہے یہ ارمان لبوں پر

تا عمر پریشاں نہ کرے گی کوئی مشکل
رکھ تذکرۂ صاحب قرآن لبوں پر

آجائے صدف کو ہنر نعت نگاری
اللہ! دعا ہے یہی ہر آن لبوں پر

☪

ہے راحتِ جاں فرحِ جگر گنبدِ خضریٰ
ہر وقت رہے پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ

لاریب ہو سرسبز مری شاخِ تمنا
دیکھوں جو میں ہر شام و سحر گنبدِ خضریٰ

ہر اوج کا رفعت کا بلندی کا علو کا
جھکتا ہے ترے سامنے سر، گنبد خضریٰ

بس میری نگاہوں میں ترا عکسِ حسیں ہو
اس درجہ مرے دل میں اتر گنبدِ خضریٰ

پر کیف جو رہتی ہیں مرے دل کی فضائیں
ہے تیری محبت کا اثر گنبد خضریٰ

دن رات، بڑھانے کے لیے اپنی ضیائیں
تکتے ہیں تجھے شمس و قمر، گنبد خضریٰ

تقدیر کے ماروں کو عطا کرنا اجالے
ہے تیری ادا ، تیرا ہنر گنبد خضریٰ

ہیں ساری مرادوں کا خلاصہ شہہ بطحا
ہے ساری دعاؤں کا ثمر گنبدِ خضریٰ

سرکارِ مدینہ کی عنایات کے صدقے
ہے مسکنِ صدیق و عمر گنبدِ خضریٰ

واللہ یہ ہم رتبۂ فردوس نہ ہوتی
دھرتی پہ نہیں ہوتا اگر گنبد خضریٰ

خوابوں کا خیالوں کا تمنائے صدف کا
ہے تیری طرف روئے سفر گنبدِ خضریٰ

●

☪

نوازشاتِ شہہ انبیاء کے طالب ہیں
سبھی سفینے اسی ناخدا کے طالب ہیں

مرے جہان تمنا ، مرا دیار نظر
تجلیاتِ حبیبِ خدا کے طالب ہیں

جہان رشد و ہدایت کے قافلے والے
بھٹک گئے ہیں ترے نقشِ پا کے طالب ہیں

حضور! اذنِ حضوری کی بخش دیں سوغات
مریض ہجر ہیں ہم اور دوا کے طالب ہیں

فنا کا دشتِ زیاں بے کنار ، منزل دور
حضور! آپ سے جامِ بقا کے طالب ہیں

مرا خیال مرا نطق میرے فہم و ذکا
حضور آپکی مدح و ثنا کے طالب ہیں

امامِ لطف و عنایات ! قاسم نعمت !
فقیر آپکے دستِ عطا کے طالب ہیں

طوافِ روضہ میں رہتے ہیں رات دن مصروف
یہ مہر و ماہ نبی کی ضیا کے طالب ہیں

صدف کے قلب و نظر، ذہن و فکر ہوش و خرد
الٰہی جلوۂ غار حرا کے طالب ہیں

●

☪

شاہ کونین سے محبت ہے
یہی احساس میری دولت ہے

شاخ کن کا ہے تو گلِ تازہ
باغِ کن میں تری ہی نکہت ہے

آ گئے وجد میں زمان و مکاں
آمدِ تاجدارِ خلقت ہے

کیسے جنت نشاں کہوں اس کو
تیرا کوچہ تو رشکِ جنت ہے

یہ کرم ہے ترا کہ میری طرف
ملتفت تیری چشمِ رحمت ہے

اے سحابِ سخائے شاہ امم
تیری ہر موڑ پر ضرورت ہے

میرے دامن میں ان کا برگ عطا!
یہ عنایت بڑی عنایت ہے

آمدو رفت میری سانسوں کی
یادِ آقا! تری بدولت ہے

سب کو ارزاں نہیں ہوا کرتی
نعت گوئی تو ایک نعمت ہے

کس لیے میں درِ ثنا سے ہٹوں
اے صدف یہ مری عبادت ہے

●

اے امینِ لطفِ رحماں الصلوٰۃ والسلام
اے قسیمِ فضلِ یزداں الصلوٰۃ والسلام

اے معین بے کساں اے تاجدار این و آں
اے قرارِ بے قراراں الصلوٰۃ والسلام

تیرے قبضے میں کنوزِ نعمتِ پروردگار
غیرتِ شانِ سلیماں الصلوٰۃ والسلام

اے یتیموں بے بسوں بیواؤں کے فریاد رس
اے سحابِ لطف و احساں الصلوٰۃ والسلام

مرہم زخم جگر اے آرزوئے چشم تر
دست و بازوئے ضعیفاں الصلوٰۃ والسلام

تیرے دم سے کائناتِ حسن کی تابانیاں
اے مرادِ ماہِ کنعاں الصلوٰۃ والسلام

گل بکف ہے شاخِ ایماں تیری الفت کے طفیل
اے بہار باغ رضواں الصلوٰۃ والسلام

اے شہِ نوّاب ! جانِ اولیاء و اصفیاء
پرتوِ محبوب یزداں الصلوٰۃ والسلام

رحمت کونین محبوبِ الٰہ العٰلمین
اے صدف کے ابر نیساں الصلوٰۃ والسلام

حصہ مناقب

☪

ندیمِ مصطفیٰ صدیقِ اکبر
ہمارے پیشوا صدیقِ اکبر

سنا ہے جب سے لا تحزن نبی سے
غموں سے ہیں رہا صدیقِ اکبر

یہ ہجرت کی رفاقت کہہ رہی ہے
ہیں معراجِ وفا صدیقِ اکبر

مہک اٹھا چمن زارِ تمنا
کہا جب میں نے یا صدیقِ اکبر

حبیبہ سرورِ کونین کی ہے
تمہاری عائشہ صدیقِ اکبر

خشیت، عاجزی ، تقوی ، اطاعت
ادب کی انتہا صدیقِ اکبر

سفینہ کیوں بھلا وہ ڈگمگائے
ہوں جس کے ناخدا صدیقِ اکبر

ہدایت کا ہے خورشید درخشاں
ترا ہر نقشِ پا صدیقِ اکبر

مکمل عکس ہے جس میں نبی کا
ہیں ایسا آئنہ صدیقِ اکبر

بڑی آسودگی سے جی رہی ہوں
کرم یہ ہے ترا صدیقِ اکبر

قیامت میں بھرم رکھنا ہمارا
برائے مصطفی صدیقِ اکبر

مرا پیرایۂ اظہار بدلے
ملے صدقہ ترا صدیقِ اکبر

تمنا ہے صدف لکھے قصیدہ
ترے اوصاف کا صدیقِ اکبر

●

☪

یقیناً ہیں شہکار فاروق اعظم
ہیں محبوب سرکار فاروق اعظم

عمارات باطل زمیں بوس کردے
تری ایک للکار فاروق اعظم

ہیں شاہد ترے کامل ایمان و دیں پر
شہنشاہ ابرار فاروق اعظم

ملے فتح و نصرت کے اس کو اجالے
ہوئے جس کے سالار فاروق اعظم

جھکائے ہیں سر خوف و ہیبت سے تیری
غرور اور پندار فاروق اعظم

مراد شہہ انبیاء جن کو کہیے
ہیں ایسے خوش اطوار فاروقِ اعظمؓ

معطر ہے جس سے گلستان الفت
وہ تیری ہے مہکار فاروق اعظمؓ

تمہارے ہی دم سے ہے قائم جہاں میں
عدالت کا معیار فاروق اعظمؓ

کبھی خواب میں اپنے لطف و کرم سے
کرا دیجے دیدار فاروق اعظمؓ

اسے رہزنوں کا کوئی ڈر نہیں ہے
ہیں جس کے نگہدار فاروق اعظمؓ

یہ کہہ کر بدلتا ہے ابلیس رستہ
گزرتے ہیں سرکار فاروق اعظمؓ

صدف تیرا دامن رہے گا نہ خالی
ہیں ابر گہر بار فاروق اعظمؓ

●

☪

دین کی شان ہیں عثمان غنی
حق کی پہچان ہیں عثمان غنی

بول اٹھی مملکتِ جود وسخا
میرے سلطان ہیں عثمان غنی

تذکرہ حلم و حیا کا ہے چھڑا
اور عنوان ہیں عثمان غنی

رونقیں گھر کی پتہ دیتی ہیں
آج مہمان ہیں عثمان غنی

نائب حضرت صدیق و عمر
علی الاعلان ہیں عثمان غنی

رنج و آلام ہیں گھبرائے ہوئے
کب پریشان ہیں عثمان غنی؟

مصطفیٰ کے ملے دو نور انہیں
کتنے ذیشان ہیں عثمان غنی

آپ کی خاک قدم کی طالب
میری چشمان ہیں عثمان غنی

کاتب وحی بھی ہیں جامع بھی
شانِ قرآن ہیں عثمان غنی

ہر مسلماں کا عقیدہ ہے یہی
جان ایمان ہیں عثمان غنی

گوہرِ فکر صدف کے سارے
تم پہ قربان ہیں عثمان غنی

●

خاک ہم ہیں،کوہِ فاراں ہیں علیِ مرتضی
دشت ہم ہیں ، ابر باراں ہیں علیِ مرتضی

ماورا تعداد سے ، اوزان سے ، مکیال سے
لطف تیرا ، تیرے احساں ہیں علیِ مرتضی

جملہ اربابِ شجاعت ، جملہ احباب سخن
تیری اک جنبش پہ قرباں ہیں علیِ مرتضی

رات ہجرت کی ہے ، بستر سیدِ کونین کا
آج تو قسمت پہ نازاں ہیں علیِ مرتضی

گردشِ ایام ، سیلابِ بلا ، کہسارِ غم
تیرے صدقے مجھ سے لرزاں ہیں علیِ مرتضی

تشنگی کا راج قائم رہ سکے کیونکر بھلا
جب قسیمِ جامِ عرفاں ہیں علیِ مرتضیٰ

اہل عالم کے لیے ہیں جو ہدایت کا نصاب
وہ ترے اقوال و فرماں ہیں علیِ مرتضیٰ

لا فتیٰ الا علی سے بھید یہ ہم پر کھلا
شاہ مرداں شیر یزداں ہیں علیِ مرتضیٰ

قافلے خوشبو کے اترے فکر کی دہلیز پر
یہ تری یادوں کے احساں ہیں علیِ مرتضیٰ

کاش میں دیکھوں مزارِ فیض پرور آپ کا
حسرتیں یہ دل میں رقصاں ہیں علیِ مرتضیٰ

اس لیے رہتا ہے ان کا ذکر ہونٹوں پر صدف
روح کی تسکیں کا ساماں ہیں علیِ مرتضیٰ

●

☪

یہ رتبہ علی کا یہ شوکت علی کی
ہے دونوں جہاں میں حکومت علی کی

کھلے گی ابھی تجھ پہ سطوت علی کی
ذرا پوچھ خیبر سے جرأت علی کی

اسد ہیں، وہ حیدر ہیں، شیر خدا ہیں
ہے طاری زمانے پہ ہیبت علی کی

بڑے چین سے زندگی کیوں نہ گزرے
کرم ہے علی کا عنایت علی کی

صبا کے قدم چومے صحن چمن نے
جو آئی لیے موجِ نکہت علی کی

ہوئے حرف جگنو ، بنے لفظ تارے
جو مہتاب نے چھیڑی مدحت علی کی

کبھی وا نہ ہو گا درِ علم و حکمت
جو حاصل نہیں ہے ارادت علی کی

ہیں دونوں مرا محورِ زندگانی
محبت علی کی موَدّت علی کی

ہے تطہیر کی آیت انکا عمامہ
مطہر علی ہیں طہارت علی کی

ہے آغوش ناز پیمبر کا صدقہ
سخاوت علی کی شجاعت علی کی

ستون اس کے حسنین در فاطمہ ہیں
یہ جنت ہے یا ہے عمارت علی کی

نہیں اس شرف میں کوئی ان کا ثانی
ہے گھر رب کا جائے ولادت علی کی

صدف کیوں نہ رشک چمن دل ہو میرا
برستی ہے اس گھر پہ رحمت علی کی

●

☪

ترا لطف تیری عطا فاطمہ
ہمیں بھی ہے در کار یا فاطمہ

سخاوت ہے دامن پسارے ہوئے
ترا گھر ہے رشکِ غنا فاطمہ

ہوئی بزمِ کونین کی آبرو
پدر کی ترے خاکِ پا فاطمہ

کیا ہے ہمیشہ تری یاد نے
مداوا مرے رنج کا فاطمہ

ملائک ہیں خدامِ در آپ کے
یہ اوجِ کمال آپ کا فاطمہ

نجابت ، شرافت ، نزاکت ، حیا
ہر اک وصف کی انتہا فاطمہ

اجالے کرے مہر و مہ کو عطا
تری جھونپڑی کا دیا فاطمہ

ہوئی جس پہ تیری نگاہ کرم
ہوا پھر نہ وہ غمزدہ فاطمہ

ہیں زیبائشِ آسمان وفا
حسین و حسن ، مرتضی ، فاطمہ

ہے جانِ طہارت، خدا کی قسم
تری نور پیکر ردا فاطمہ

ملا تجھ کو گھٹی میں صبرِ جمیل
قناعت ہے تیری غذا فاطمہ

عیاں مہر تاباں کی مانند ہے
فضیلت تری سیدہ فاطمہ

یہ تیری صدف تیری ادنیٰ کنیز
ہے سو جاں سے تجھ پر فدا فاطمہ

☪

کوئی پا نہیں سکتا پایانِ زہرا
تصدق ہر اک شان بر شانِ زہرا

کہاں زیب دیتی کوئی اور مسند
ہے جب مسندِ خلد شایانِ زہرا

سکوں بخش ہیں جو شب و روز میرے
خدا کی قسم ہے یہ احسان زہرا

ترا بازوئے فکر ہوجائے گا شل
ہے اونچا بہت قصرِ عرفان زہرا

ہیں رشک قمر اس کی قسمت کے تارے
ملا جس کے ہاتھوں کو دامانِ زہرا

مرا دل ، مری کائناتِ مؤدت
بہار آفریں ہے بفیضانِ زہرا

کبھی بھول سکتی نہیں بنت حوا
کچھ اس درجہ اس پر ہیں احسانِ زہرا

جہاں علم خود سر جھکائے کھڑا ہے
وہ دانش کدہ ہے دبستانِ زہرا

معطر ہے جس سے خیابانِ ایماں
گلِ حیدری ہے وہ ریحانِ زہرا

مری ہر صدا وقف شبیر و شبر
مرا ہر نفس ہے ثناخوان زہرا

صدف اپنی قسمت پہ ہو ناز مجھ کو
عطا ہو جو اک لقمۂ خوانِ زہرا

●

☪

قبا گلوں کی ہے پہنے ترا خیال حسین
ہے عکسِ رحمتِ عالم ترا جمال حسین

منار عزم و تحمل کی زندگی تو ہے
ترے کمال کا پرتو ہے ہر کمال حسین

تہی ہے دامن امید اک زمانے سے
نگاہِ فیض اثر کا گہر اچھال حسین

یہ کس نے کہہ دیا میداں میں تو اکیلا تھا
تھا صبر تیغ ، شجاعت تھی تیری ڈھال حسین

مجھے جواب میں لطف و عطا کے پھول ملے
ترے کرم سے کئے میں نے جب سوال ، حسین!

ہے کس کی تشنہ لبی سے نہال دیں سرسبز
ہے کون زخمِ شریعت کا اندمال ؟ حسین

وفا کنیز ہے تیری تو حوصلے خادم
کہاں سے لائے گا کوئی تری مثال ،حسین

سپاہِ ظلم و جفا کے قدم اکھڑنے لگے
جدھر پھری ہے تری چشمِ پرُ جلال حسین

خلوص و امن، مساوات و حریت کا سبق
پڑھا رہی ہے زمانے کو تیری آل حسین

ہر ایک لمحۂ موجود کہہ رہا ہے یہی
صدی تری ہے ، تری بزم ماہ و سال حسین

جنابِ اکبر و اصغر کے صدقے کردو کرم
صدف کا دل ہے بہت آج پر ملال حسین

●

☪

وراء گماں سے ہے عظمت حسینِ اعظم کی
کہ روحِ دیں ہے مودّت حسین اعظم کی

عطا ہوئی ہیں سبھی نعمتیں بنام حسین
نفَس نفَس ہے عنایت حسینِ اعظَم کی

نبی کے دین کو اپنا لہو بھی نذر کیا
وفا شعار ہے عترت حسینِ اعظم کی

فنا کے ہاتھ کبھی اسکو چھو نہ پائیں گے
ہے لازوال حکومت حسینِ اعظم کی

کلی کے حسن میں پرتو حسین اعظم کا
گلوں کے لب پہ ہے مدحت حسینِ اعظم کی

جنودِ شام کا اک بھی جواں نہ بچ پاتا
جو ہوتی جنگ ہی غایت حسینِ اعظم کی

مزاج سیل غم و رنج کا بدل ڈالا
ہے کوہ قاف سی ہمت حسین اعظم کی

دل و نگاہ نے کی ہے بصد خلوص و وفا
ازل کے روز سے بیعت، حسینِ اعظم کی

جو دین پاک کے چہرے کا بن گئی غازہ
وہ بالیقیں ہے شہادت حسین اعظم کی

صدف جو آلِ پیمبر کا غم ہے سینے میں
ہے مجھ پہ خاص عنایت، حسینِ اعظم کی

تھام کر صبر کی مہار حسین
ہوئے دشت بلا سے پار حسین

تجھ کو زیبا ہے تاج ذبح عظیم
اے شہیدوں کے تاجدار حسین

دے کے ناحق کو یادگار شکست
کر گئے حق کو آشکار حسین

تیری گلکاریوں کے صدقے میں
گلشن دیں میں ہے بہار حسین

جس کو دنیائے عشق کہتے ہیں
تم ہوئے اس کے شہسوار حسین

آسماں آتشیں قبا اوڑھے
تیرے غم میں ہے سوگوار ،حسین!

یہ سمندر یہ آبجو یہ سحاب
تشنگی پر تری نثار حسین

شوکت و سطوت و عروج سبھی
ہیں تری راہ کا غبار ، حسین!

امتحاں سامنے نہ ہوتا تو
تھا بہت تیرا شیر خوار حسین

ختم صحرائے غم نہیں ہوتا
تو لگادے ہمیں بھی پار حسین

میرے اہل و عیال ، مال و منال
تجھ پہ سو جان سے نثار حسین

ہر مصیبت کو ٹال دیتی ہے
یاد بن کر تری حصار ، حسین

مغفرت کی سند صدف پائے
چوم آئے ترا مزار ، حسین

☪

ہے تری رہ گزر شہ نواب
میری جان و جگر شہ نواب

میں بھی زندان ہجر سے نکلوں
مہرباں ہوں اگر شہ نواب

رشک مہتاب ہے تری چوکھٹ
نور ہے تیرا گھر شہ نواب

من کی دنیا اجال دیتی ہے
آپکی اک نظر شہ نواب

تیرے قدموں میں بیٹھ کر پایا
خود کو افلاک پر شہ نواب

مرہم لطف کا سوالی ہے
میرا زخم جگر شہ نواب

پیکرِ رشد ، منبعِ فیضان
ہادی و راہبر شہ نواب

یاد آتے ہیں شبر و شبیر
آپ کو دیکھ کر شہ نواب

بحر جود و سخا نظر تیری
چشمۂ فیض در شہ نواب

پاسبانی کو آپکے گھر کی
آئے خیر البشر شہ نواب

تا قیامت ہو بارش رحمت
آپکی آل پر شہ نواب

کون ہے مصطفیٰ کا لختِ جگر ؟
سنیے ! المختصر ، شہ نواب

طلعت مہر و ماہ کا باعث
ہے تری خاک در شہ نواب

آرزو ہے کہ ہر گھڑی ہوں صدف
میرے پیشِ نظر شہِ نوّاب

☪

جن کے صدقے قلب و جاں شاداب ہیں
وہ مرے مرشد شہہ نواب ہیں

ذات ان کی آفتابِ معرفت
ان کے قدموں میں پڑے مہتاب ہیں

اے شہ نواب اے جان جمال
آپ پر قربان شیخ و شاب ہیں

ہیں سبیلِ خیر چشمانِ کرم
اور لب ، لطف و عطا کے باب ہیں

وقف ہو دل کا جہاں ان کے لیے
عشق مرشد کے یہی آداب ہیں

اہل دل کرتے ہیں روضے کا طواف
عقل والے محو استعجاب ہیں

خاندانِ پاک ہے وہ آپ کا
جس کا صدقہ منبر و محراب ہیں

تیرے در کے بوریے کے سامنے
سر خمیدہ اطلس و کمخواب ہیں

تیرے کوئے ناز کے سنگ و خذف
تاج سر ہیں ، غیرت زر ناب ہیں

دیجئے اذنِ حضوری دیجئے
کب سے ہم بے چین ہیں بے تاب ہیں

آپ کی چشم کرم کا فیض ہے
جو صدف سے کانپتے گرداب ہیں

●

☪

اے گل باغ شاہ دیں نواب
شیر یزداں کے جانشیں نواب

رشک کرتے ہیں اولیاء تجھ پر
منزلیں وہ تجھے ملیں نواب

آہوانِ جمال جس پہ فدا
ہے تری چشم سرگیں نواب

سوچ کر تیرے خندۂ لب کو
میری دنیا ہوئی حسیں نواب!

تحفۂ دید کی تمنا ہے
اے قرار دل حزیں نواب!

سارے اہل کمال و اہل ہنر
ہیں ترے در کے خوشہ چیں نواب

میں نے جس موڑ سے پکارا ہے
آئے امداد کو وہیں نواب

مل گیا آپکا در عالی
آسماں پا گئی ، زمیں نواب

چاندنی شفقتوں کی بکھرا دو
میرے رشکِ مہہِ مبیں نواب !

تونے پلکیں اٹھائیں جس لمحہ
خم ہوئی وقت کی جبیں نواب

میرے دل کے صدف میں مثل گہر
ہے تری یاد جاگزیں نواب

●

☪

شاہِ نواب کا گدا ہونا
تاجداروں سے ہے سوا ہونا

عشق نواب میں فنا ہونا
ہے حقیقت سے آشنا ہونا

اوڑھ کر خاکِ کوچۂ نواب
چاہتے ہو جو کیا سے کیا ہونا

ہے فنافی الرسول کا ضامن
ہستیِ شیخ میں فنا ہونا

ان کی صورت کو دیکھ کر سیکھا
صبح ہستی نے پر ضیاء ہونا

ان کے آب کرم پہ ہے موقوف
شاخ دل کا ہرا بھرا ہونا

گر ہو مقصود ان کا عکس جمال
چاہیئے دل کو آئینہ ہونا

آ گیا ان کی رحمتوں کے طفیل
میرے کھوٹے کو بھی کھرا ہونا

پتھروں کو گلاب کرتا ہے
ان کی چشم کرم کا وا ہونا

وہ ہیں خیر النسا کے چشم و چراغ
جان و دل سے انہی کو چاہو نا

زیب دیتا ہے آپ ہی کے لیے
سیدی ! شاہ اصفیاء ہونا

زندگی میرے دل کو بخشتا ہے
یاد نواب شاہ کا ہونا

اک قیامت سے کم نہیں ہے صدف
ان کی دہلیز سے جدا ہونا

نذرِ خلوص و عقیدت بجناب آقائی و مولائی
حضرت صوفی سید محمد عزیز الحسن شاہ مدظلہ العالی

☪

نورِ چشمِ نبی عزیزِ حسن !
کیجیے رہبری عزیزِ حسن !

تیری موجِ عطا کی طالب ہے
یہ مری تشنگی، عزیز حسن!

تیری بادِ سخا سے کھل جائے
میرے دل کی کلی عزیز حسن

اک تبسم سے اپنے بکھرا دو
لطف کی چاندنی عزیز حسن

جس کے ذرے ہیں ماہتاب و نجوم
وہ ہے تیری گلی عزیز حسن

میری بالیدگئ قلب و نظر
ہے عنایت تری عزیز حسن

آپ کی بارگاہ عظمت میں
ہو مری حاضری عزیز حسن

ناز پروردۂ شہ نواب
تو ہے جانِ علی عزیز حسن

جانِ شرعِ متین و روحِ صفا
ہیں فقط آپ ہی عزیز حسن

دل نے پایا ہے تیرے صدقے میں
عالمِ سر خوشی عزیز حسن

دل صدف کا پکارتا ہے یہی
سیدی مرشدی عزیز حسن

●

قطعات و متفرقات

ان کے لطفِ عمیم کے صدقے ۔۔۔ اور خلقِ عظیم کے صدقے
مجھ پہ بھی رحمتوں کی بارش ہو ۔۔۔ اسم احمد کی "میم" کے صدقے

انکے اوصاف ،ان کی بات لکھوں ۔۔۔ دل کے قرطاس پر صلاۃ لکھوں
شغل دن رات ہو یہی میرا ۔۔۔ نعت سرکار کائنات لکھوں

بول نہ دل کی بولی نعت! ۔۔۔ بھردے سخن کی جھولی نعت
بچپن سے ہے ساتھ مرے ۔۔۔ ہے میری ہمجولی نعت

قطرے قطرے میں دوا ہے موجزن ۔۔۔ باخدا جوئے شفا ہے موجزن
جانب طیبہ چلو اے مفلسو! ۔۔۔ قلزم جود و سخا ہے موجزن

معطی ہے خدا اور تو مختارِ عنایت ۔۔۔ ہم سب کے لیے ہے ترا دربارِ عنایت
تو شاہِ زمن، روحِ جہاں، مالکِ کونین ۔۔۔ سجتی ہے ترے سر پہ ہی دستارِ عنایت

ہوں تری شیدا تری وصّاف ہوں ۔۔۔ میرے آقا! طالبِ الطاف ہوں
جنتِ طیبہ کا مژدہ ہو عطا ۔۔۔ مضطرب بیٹھی سرِ اعراف ہوں

گوشۂ چشم! اور نم ہوجا
نعتِ خیرالانام لکھنی ہے

اے جہانِ خرد! بہم ہوجا
شاخِ دل ! آ مرا قلم ہوجا

آرزوئے رسول کافی ہے
جب سے تھاما ہے دامن زہرا

حبِ آل بتول کافی ہے
رحمتوں کا نزول کافی ہے

تشنہ لبانِ کرب و بلا کی نہیں مثال
سردے کے سرفراز ہیں، نازِ حیات ہیں

یعنی طریقِ صبر و رضا کی نہیں مثال
آل نبی کی طرزِ ادا کی نہیں مثال

راز جو دین کے ثبات میں ہے
پیاس دیکھی ہے اس نے اصغر کی

ابنِ حیدر تری زکوٰۃ میں ہے
اب تلک تشنگی فرات میں ہے

●